سلسلہ مطبوعات: 12

فضیلۃ الشیخ الدکتور ناصر بن عبدالکریم العقل حفظہ اللہ کی کتاب
"مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ" کا اردو ترجمہ بنام:

غیر مسلموں کی مشابہت اور اسلامی ہدایات

تالیف
فضیلۃ الشیخ الدکتور ناصر بن عبدالکریم العقل

ترجمہ
عبدالولی عبدالقوی
داعی مکتب [illegible]

نظر ثانی
الشیخ مقصود الحسن فیضی
الجمعیۃ الخیریۃ، الغاط

انجمن اصلاح معاشرہ
بندی کلاں، محمد آباد ضلع مئو یوپی، انڈیا

فضیلۃ الشیخ / الدکتور ناصر بن عبدالکریم العقل حفظہ اللہ کی کتاب
''مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ'' کا اردو ترجمہ بنام:

غیر مسلموں کی مشابہت اور اسلامی ہدایات

تالیف

فضیلۃ الشیخ الدکتور / ناصر بن عبدالکریم العقل

ترجمہ
عبدالولی عبدالقوی
داعی مکتب دعوۃ وتوعیۃ الجالیات / الحائط

نظر ثانی
الشیخ / مقصود الحسن فیضی
الجمعیۃ الخیریۃ، الغاط

انجمن اصلاح معاشرہ

بندی کلاں، محمد آباد، ضلع مئو، یوپی، انڈیا

Email: anjuman15@hotmail.com

نام کتاب	:	غیر مسلموں کی مشابہت
تالیف	:	الشیخ / ناصر بن عبد الکریم العقل
ترجمہ	:	عبد الولی عبد القوی
نظر ثانی	:	الشیخ / مقصود الحسن فیضی
طابع وناشر	:	انجمن اصلاح معاشرہ
سال اشاعت	:	مارچ ۲۰۱۶
سلسلہ مطبوعات	:	۱۲

یہ کتاب مفت تقسیم کے لئے ہے،
لہذا اس کا بیچنا جائز نہیں ہے۔

انجمن اصلاح معاشرہ
بندی کلاں، محمد آباد، ضلع مئو، یوپی، انڈیا

ANJUMAN ISLAH - E- MUASHARAH
Bandi Kalan, Mohammadabad
Distt: Mau (U.P) INDIA
Email: anjuman15@hotmail.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرض مترجم

زیر نظر کتابچہ فضیلۃ الشیخ / دکتور ناصر بن عبدالکریم العقل حفظہ اللہ وتولاہ کی کتاب "مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ" کا اردو ترجمہ ہے، موصوف نے اس کتابچہ میں کتاب وسنت کے بین دلائل سے مرصع ان اہم امور کا ذکر کیا ہے جنمیں ہمیں غیر مسلموں کی مشابہت سے روکا گیا ہے اور مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد تساہل یا لا علمی کی بناپر ان کی تہذیب وتمدن اور طرز بود وماند کی مقلد ہے اور اپنے آپ کو انھیں کے رنگ میں رنگ لینے ہی کو تہذیب وثقافت کی معراج سمجھتی ہے جب کہ یہ اپنے مضر اثرات اور تباہ کن نتائج کے اعتبار سے ناسور سے کم نہیں ہے۔

مسئلہ کی اہمیت کے پیش نظر عرب وعجم کے کئی نامور علماء نے اس موضوع پر گراں قدر کتابیں تصنیف فرمائی ہیں لیکن یہ کتاب اپنے اختصار واجمال، جامعیت اور طرز تحریر کی بناء پر عظیم اہمیت وافادیت کی حامل ہے۔

شیخ ناصر بن عبدالکریم العقل حفظہ اللہ کی شخصیت محتاج تعارف نہیں ہے، موصوف سعودی عرب کی معروف یونیورسٹی جامعۃ الامام محمد بن سعود الاسلامیہ میں بحیثیت مدرس کے ہیں، آپ نے مختلف اہم موضوعات پر درزنوں کتابیں تحریر فرما کر دین کی عظیم الشان خدمات انجام دی ہیں مثلا: (۱) مفهوم اهل السنة و الجماعة (۲) الموجز فی الادیان و المذاهب المعاصرة (۳) الأهواء و الافتراق و البدع- النشأة و الاسباب (٤) الخوارج مناهجهم و أصولهم و سماتهم (٥) القدرية و المرجئة (٦) الجهمية و المعتزلة (٧)

العلماء هم الدعاة (۸) الجاهلية الجديدة و آثارها النكدة فی المسلمین (۹) الافتراق مفهومه و أسبابه و سبل الوقاية منه (۱۰) معالم فی طریق الصحوة (۱۱) المنهج المعتدل فی الدعوة (۱۲) وقفات مع عقیدة السلف (۱۳) حراسة العقیدة (۱٤) الغلو و التكفير- الأسباب و العلاج (۱٥) العزو الفكری للعالم الاسلامی (۱٦) الوسطية فی الاعتقاد (۱۷) التلازم بین العقیدة و الشریعة.... و غیره

زیرنظر کتابچہ بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے ،اس کتاب کی ترجمانی میں حتی المقدوراس بات کی کوشش کی گئی ہے کہ اسلوب انتہائی سادہ اور سہل ہوتا کہ ہر خاص وعام بآسانی مستفید ہوسکے اور وہ مسلمان جو دانستہ یا نادانستہ طور پر غیرمسلموں کی مشابہت میں مبتلا ہیں، وہ اس کتابچہ کو پڑھ کر اپنے گناہ کا احساس پیدا کریں اور اس پر نادم وشرمندہ ہوکررب کے دربار میں تائب ہوں۔

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ وہ ہمیں صحیح راستہ پر چلائے، حسن عمل کی توفیق عنایت فرمائے، غیرمسلموں کی مشابہت سے اجتناب کی توفیق بخشے ،اس کتاب کے مؤلف، مترجم، مراجع اور جملہ معاونین کی کوششوں کو شرف قبولیت سے نوازے اور آخرت میں اجر جزیل عطا فرمائے۔آمین

طالب دعا: عبدالولی عبدالقوی
بندی کلاں، ضلع: مئو، یوپی، انڈیا
داعی مکتب دعوۃ وتوعیۃ الجالیات
الحائط (فدک)/سعودی عرب
waliazami@gmail.com

۲۶/۶/۱۴۲۵ھ
مطابق ۱۲/۸/۲۰۰۴ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ از مؤلف

تمام تر تعریفات اللہ تعالی کے لئے ہیں، ہم اسی کی حمد بیان کرتے ہیں، اسی سے مدد طلب کرتے ہیں، اسی کی جناب میں توبہ واستغفار کرتے ہیں اور اپنے نفس کی برائیوں اور بداعمالیوں سے اس کی پناہ چاہتے ہیں، اللہ جسے ہدایت دے، اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جسے گمراہ کر دے، اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالی کے علاوہ کوئی بھی معبود برحق نہیں، وہ تن تنہا ہے، اس کا کوئی شریک وساجھی نہیں، وہ اللہ جو اپنی کتاب قرآن کریم میں فرماتا ہے:

﴿وَلَن تَرْضَى عَنكَ الْيَهُودُ وَلاَ النَّصَارَى حَتَّى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ﴾ (البقرۃ:۱۲۰)

آپ سے یہود ونصاری ہرگز راضی نہ ہوں گے جب تک کہ آپ ان کے مذہب کے تابع نہ بن جائیں۔

اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں، جن کا فرمان ہے:

"لتتبعن سنن من كان قبلكم شبرا بشبر ذراعا بذراع حتى لو دخلوا جحر ضب تبعتموه، قلنا: يا رسول الله! اليهود و النصارى، قال : فمن؟"

تم لوگ ضرور بالضرور اپنے سے پہلے لوگوں کے راستوں کی پیروی کرو گے ایک ایک بالشت اور ایک ایک گز، حتی کہ اگر وہ کسی گوہ کے سوارخ میں داخل ہوئے ہوں گے تو اس میں بھی تم ان کی اتباع کرو گے، ہم نے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول

ﷺ! کیا یہود ونصاری کے راہوں کی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تو اور کس کی۔
(بخاری مع فتح الباری ۳/۳۰۰، مسلم حدیث نمبر ۲۶۶۹)

نیز جن کا فرمان ہے: "مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ" جو کسی قوم کی مشابہت اختیار کرے، وہ انھیں میں شمار ہوگا۔ (۱)

حمد وصلاۃ کے بعد:

معزز دینی بھائیو! کفار کے ساتھ مشابہت انتہائی اہم اور غایت درجہ سنگین مسئلہ ہے، لہذا اسلام نے اس پر پوری توجہ دی ہے۔

نبی ﷺ نے دین اسلام کی تبلیغ اور لوگوں تک پیغام الہی کے پہنچانے کا کام کر دیا اور مختلف مواقع پر بہت سی احادیث میں اجمالا وتفصیلا از راہ خیر خواہی امت کو کافروں کی مشابہت میں پڑنے سے خبر دار کیا۔

اس امت کی بہت سی جماعتیں غیر مسلموں کی مشابہت میں مبتلا ہوئیں، البتہ اس مشابہت میں ان کے درجات مختلف اور زمانہ کے اختلاف سے اس کی خطرنا کی میں تفاوت رہا، شاید میری یہ بات مبالغہ آرائی پر مبنی نہ ہوگی کہ دور حاضر میں مسلمان جس طرح کفار کی مشابہت میں مبتلا ہوئے ہیں کسی بھی دور میں اس خطرناک حد تک مشابہت کے شکار نہ ہوئے تھے۔

باوجودیکہ یہ موضوع انتہائی اہمیت کا حامل ہے، لیکن میں دیکھ رہا ہوں کہ ذمہ داران اور اہل علم نے اس پر بہت کم توجہ دی ہے، اس لئے میرا خیال ہے کہ

(۱) مسند احمد ۲/۵۰، امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے اس حدیث کو جید سند کے ساتھ روایت کیا ہے اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے، دیکھئے: صحیح الجامع ۶۰۲۵)

مسلمانوں کے سامنے اس مسئلہ کی توضیح وتشریح وقت کی ایک اہم ضرورت، علوم نبوت کے طلب گاروں کی ذمہ داری ہے۔

چوں کہ یہ موضوع شاخ درشاخ اور انتہائی طویل ہے، اس لئے میں صرف اس کے بعض گوشوں کے ذکر پر اکتفا کروں گا، لیکن اس موضوع سے متعلق بعض ضروری اصول وقواعد کی فہم ومعرفت انتہائی اہم اور ضروری ہے تا کہ ہر بندہ مسلم عقائد، عبادات، عادات اور طور طریقہ میں کفار کی مشابہت سے بچ سکے۔

ان شاء اللہ آج کی اس تقریر میں بعض ان اہم موضوعات کے ذکر پر اکتفا کروں گا جن کے لئے وقت کافی ہوگا۔☆

☆ مؤلف حفظہ اللہ لکھتے ہیں کہ یہ موضوع دراصل ایک تقریر ہے، جو میں نے ریاض کی مسجد النعیم میں کی تھی جسے بعض دوستوں کے اصرار پر قدرے ترمیم کے ساتھ شائع کیا جارہا ہے۔

پہلی بحث:

مشابہت کا مفہوم

"تشبہ" کا لغوی معنی:

لفظ "تشبہ" مشابہت سے ماخوذ ہے، مشابہت کے معنی یکسانیت، نقش قدم کی پیروی کرنے کے ہیں، تشبیہ کے معنی تمثیل یعنی ہم مثل قرار دینے کے ہیں اور متشابہات سے یکساں اور ہم مثل چیزیں مراد ہوتی ہیں، کہا جاتا ہے: "أشبہ فلان فلانا" یعنی فلاں فلاں کے مشابہ ہوا، یعنی فلاں فلاں کا مثیل ہے، فلاں فلاں کے نقش قدم پر چلا۔

"تشبہ" کا شرعی معنی:

تشبہ کا شرعی معنی جس سے قرآن وحدیث میں ممانعت وارد ہوئی ہے یہ ہے کہ کفار کے عمومی اصناف کے ساتھ عقائد، عبادات، عادات اوران کے مخصوص طور وطریقہ میں مشابہت اختیار کرنا، اسی طرح غیر نیکوکار افراد کے ساتھ مشابہت خواہ وہ مسلمان ہی کیوں نہ ہوں مثلا فاسقوں، جاہلوں اوران گنواروں کی مشابہت اختیار کرنا جو دین میں پایہ کمال کونہیں پہنچے ہیں جس کا تفصیلی ذکر آگے کے صفحات میں آئے گا۔

چنانچہ مختصرا ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ تمام چیزیں جو کافروں کے خصائص میں سے نہیں ہیں اور نہ ہی ان کے عقائد، عادات اور عبادات سے تعلق رکھتی ہیں نہ ہی کتاب وسنت کے دلائل سے ٹکراتیں اور نہ ہی ان کے اپنانے پر کوئی خرابی لازم آتی ہے، تو وہ کافروں کی مشابہت کے زمرے میں شمار نہ ہوں گی، یہ ایک مجمل قاعدہ ہے۔

دوسری بحث:

ہمیں کافروں کی مشابہت سے کیوں روکا گیا ہے؟

سب سے پہلے ہمیں اس اسلامی قاعدہ کو سمجھ لینا چاہئے کہ دین کی بنیاد اللہ ورسول کے فرامین کے سامنے سر تسلیم خم کرنے پر ہے۔

تسلیم کا معنی یہ ہے کہ اللہ کی باتوں کی تصدیق کرنا، اس کے احکامات کو بجالانا، منع کردہ چیزوں سے اجتناب کرنا، رسول اللہ ﷺ کی دی ہوئی خبر کی تصدیق کرنا اور آپ ﷺ کے طریقہ کی پیروی کرنا۔

اس قاعدہ کی معرفت کے بعد ہر بندہ مسلم پر مندرجہ ذیل چیزیں ضروری ہیں:

(۱) رسول اللہ ﷺ سے وارد ہر چیز کو تسلیم کرنا۔

(۲) رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہر چیز کو بجالانا اور جو چیز آپ ﷺ لے کر آئے ہیں اس میں کافروں کی مشابہت سے ممانعت بھی داخل ہے۔

(۳) اللہ کے حکم وشریعت کو تسلیم کر لینے، اس کی باتوں پر اعتماد واطمینان قلب کر لینے اور عملی طور پر انجام دے لینے کے بعد کسی حکم شرعی کی علت و اسباب دریافت کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

چنانچہ اب ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ غیر مسلموں کے ساتھ مشابہت کی ممانعت کے اسباب بہت زیادہ ہیں، ان میں سے بیشتر اسباب ایسے ہیں جنھیں کج روی سے محفوظ عقلیں اور راہ راست پر گامزن فطرتیں محسوس کرتی ہیں (ہم ذیل میں بعض اسباب کا ذکر کرتے ہیں)

پہلا سبب: غیر مسلموں کے افعال دراصل گمراہی وفساد پر مشتمل ہیں، گرچہ وہ افعال آپ کو اچھے لگیں یا نہ لگیں، خواہ ان کا فساد ظاہر ہو یا پوشیدہ، خواہ ان کا تعلق عقائد، عادات، یا عبادات سے ہو، یا عید وتہوار یا معاملات سے ہو، بہرصورت ان کے افعال کی بنیاد گمراہی، انحراف اور فساد پر ہے، بھلائی ونیکی تو ان کے یہاں ایک استثنائی چیز ہے، پھر اگر ان کے یہاں کچھ نیکی کی چیزیں پائی بھی جائیں، تو ان پر کوئی اجر وثواب مرتب نہ ہوگا۔

جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿وَقَدِمْنَا إِلَى مَا عَمِلُوا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنَاهُ هَبَاءً مَّنثُوراً﴾ (الفرقان:۲۳)

اور انھوں نے جو جو اعمال کئے تھے ہم نے ان کی طرف بڑھ کر انھیں پراگندہ ذروں کی طرح کر دیا۔

دوسرا سبب: کفار کی مشابہت ایک مسلمان کو ان کی پیروی میں مبتلا کر دیتی ہے، ایسا کرنا اللہ ورسول کی مخالفت اور مومنوں کی راہ سے ہٹ کر چلنا ہے اور اس پر سخت وعید آئی ہے۔

ارشاد باری تعالی ہے: ﴿وَمَن يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّى وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيراً﴾ (النساء:۱۱۵)

جو شخص باوجود راہ ہدایت کے واضح ہوجانے کے رسول اللہ کی مخالفت کرے اور مومنوں کی راہ چھوڑ کر چلے، ہم اسے ادھر ہی متوجہ کر دیں گے جدھر وہ خود متوجہ ہو اور اسے دوزخ میں ڈال دیں گے وہ بہت ہی برا ٹھکانہ ہے۔

تیسرا سبب: متشبہ اور متشبہ بہ کے اندر مشابہت مقلِّد اور مقلَّد کے درمیان

ایک گونہ ہم شکلی پیدا کر دیتی ہے، اس معنی میں کہ شکل وصورت میں مشابہت، قلبی میلان، قربت، باہم یکسانیت اور اقوال وافعال میں یگانگت، یہ ایسی چیز ہے جس سے ایمان میں نقص پیدا ہوتا ہے، لہذا کسی مسلمان کے لئے مناسب نہیں ہے کہ وہ (غیر مسلموں کی مشابہت) میں واقع ہو۔

چوتھا سبب: مشابہت عمومی طور پر کافروں کو پسند کرنے کا سبب بنتی ہے، پھر اس کے بعد مشابہت اختیار کرنے والا ان کے دین، عادات، سلوک، افعال اور ہر طرح کی غلط ومفسدانہ حرکات کو بھی پسند کرنا شروع کر دیتا ہے اور یہ پسندیدگی سنتوں بلکہ رسول اللہ ﷺ کے لائے ہوئے حق و ہدایت- جس پر سلف صالحین گامزن تھے- کو حقیر سمجھنے کا سبب بنتی ہے، کیوں کہ جو کسی قوم کی مشابہت اختیار کرتا ہے وہ ان کی موافقت کرتا، ان کے ہر فعل کو بہتر سمجھتا اور اس سے راضی ہوتا ہے اور اس کے برعکس مخالف کا قول وفعل اسے ناگوار معلوم ہوتا ہے۔

پانچواں سبب: مشابہت آپس میں مشابہ لوگوں میں الفت ومحبت اور ہمدردی کا سبب ہے، چنانچہ ایک مسلمان جب کافر کی تقلید کرتا ہے تو ضروری ہے کہ وہ اپنے دل میں اس سے انسیت محسوس کرے، پھر یہ انسیت لامحالہ اس کافر سے محبت اور اس سے رضامندی کا سبب نیز نیک، صاحب تقوی، سنت پر عمل پیرا، دین پر ثابت وقائم افراد سے نفرت کا باعث ہوگی، یہ ایک ایسا لازمی فطری عمل ہے جسے ہر صاحب عقل وخرد محسوس کرتا ہے، خصوصا جب غیروں کی اندھی پیروی کرنے والا کسی ایسے ماحول میں ہو جہاں وہ اجنبیت یا ذہنی مرعوبیت کا شکار ہو، چنانچہ وہ ایسے موقع پر دوسروں کی تقلید کر کے صاحب تقلید کی عظمت، اس کی الفت ومحبت اور اس سے

باہمی یکسانیت محسوس کرتا ہے، اگر معاملہ صرف ظاہری مشابہت تک رہتا تو کسی حد تک چل جاتا جب کہ شکل وصورت، عادات و اطوار اور رہن سہن میں ظاہری مشابہت باطنی موافقت کا سبب ہوتی ہے، یہ ایک ایسا معاملہ ہے جسے انسانی طور و طریقہ کے بارے میں غور وفکر کرنے والا ہر شخص محسوس کرتا ہے۔

ہم شکل وصورت لوگوں میں کس قدر یکسانیت اور الفت ومحبت پائی جاتی ہے، ہم اسے آپ کے سامنے ایک مثال سے بیان کرتے ہیں:

اگر کوئی شخص اپنے ملک کو چھوڑ کر کسی دوسرے ملک میں جائے جہاں وہ ایک اجنبی کی سی زندگی گزار رہا ہو، پھر اگر وہ اپنے ہی جیسے کسی انسان کو بازار میں چلتے ہوئے دیکھے جو اسی جیسا لباس زیب تن کئے ہوئے ہو اور اسی کی زبان بولتا ہو تو وہ اس اجنبی ملک میں اپنے ملک سے کہیں زیادہ اس کی الفت ومحبت محسوس کرے گا، اسی طرح کوئی شخص جب یہ محسوس کرے کہ وہ کسی دوسرے کی تقلید کر رہا ہے تو اس تقلید کا ضرور بالضرور دل پر ایک اثر ہوگا، یہ معاملہ تو عام حالات کا ہے لیکن جب کوئی مسلمان کسی کافر کی تقلید اسے پسندیدہ سمجھتے ہوئے کرے تو اس کا کیا حال ہوگا جب کہ یہی امر واقعہ ہے کیوں کہ کسی مسلمان سے کسی کافر کی تقلید کا امکان نہیں ہے الا یہ کہ وہ اس کے افعال کو پسند کرتے ہوئے اس کی تقلید، اس کی مشابہت اور اس سے محبت میں ایسا کرے جو اس کافر سے دلی لگاؤ اور اس کی نصرت وحمایت کا سبب ہو، جیسا کہ فرنگیت کے دلدادہ مسلمانوں میں ہم اس کا مشاہدہ کر رہے ہیں۔

چھٹا سبب: ہمیں کفار کی مشابہت سے روکا گیا ہے کیوں کہ عمومی طور پر کافر کی مشابہت ایک مسلمان کو ایسے ذلیل وکمزور شخص کے مقام میں لا کھڑا کرتی ہے جو ذلت وپسماندگی محسوس کرتا رہتا ہے، اِس وقت کفار کی نقل کرنے والوں میں اکثر کی صورت حال یہی ہے۔

تیسری بحث:

مشابہت سے متعلق بعض ضروری قواعد کی جانب اشارہ

مشابہت سے متعلق بعض ضروری قواعد کی جانب اشارہ جن کے ذریعہ ہم مذموم مشابہت کے بارے میں معیار کو سمجھ سکتے ہیں:

پہلا قاعدہ: رسول اللہ ﷺ نے سچی خبر دی ہے جو جھوٹی نہیں ہوسکتی کہ یہ امت ضرور بالضرور اپنے سے پہلی امتوں کے راستوں کی پیروی کرے گی، ماسبق امتوں کی پیروی سے متعلق حدیث بالکل صحیح ہے جو صحاح اور سنن میں مروی ہے:

چنانچہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان:

"لتتبعن سنن من كان قبلكم شبرا بشبر ذراعا بذراع......"

تم لوگ ضرور بالضرور اپنے سے پہلے لوگوں کے راستوں کی پیروی کروگے ایک ایک بالشت اور ایک ایک گز......

اس مضمون کی اور بھی بہت سی احادیث ہیں جن کی روشنی میں یقین کے ساتھ یہ کہا جاسکتا ہے کہ اس امت کی بعض جماعتیں کفار کی تقلید میں مبتلا ہوں گی۔

اہل علم نے ذکر کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے کفار کے جن جن طریقوں کی پیروی کے بارے میں خبر دی ہے وہ عقائد، عبادات، احکام، عادات، طور وطریقہ اور عید ومیلہ ہر ایک کو شامل ہیں۔

اپنے سے پہلے لوگوں سے مراد کون ہیں اس کی وضاحت دوسری احادیث میں کی

گئی ہے جن کے ذکر کا موقع تو یہ نہیں ہے البتہ یہاں صرف اتنا کہنا ہے کہ اللہ کے رسولﷺ نے کبھی فرمایا کہ وہ اہل فارس و روم ہیں اور کبھی فرمایا کہ وہ اہل کتاب یعنی یہود و نصاری اور کبھی علی الاطلاق ان سے مراد کفار کو قرار دیا اور کبھی اس کی تفسیر مشرکین سے فرمائی، یہ مختلف نصوص باہم ایک دوسرے کے ہم معنی، ایک دوسرے کی وضاحت کرنے والے ہیں۔

اسی طرح یہ بھی واضح رہے کہ اس امت کے جو لوگ کفار کے طریقوں کی پیروی میں مبتلا ہوں گے وہ بعض جماعتیں ہیں کیوں کہ رسول اللہﷺ نے خبر دی ہے کہ قیامت تک اس امت کی ایک جماعت ہمیشہ حق پر قائم اور اوروں پر غالب رہے گی، وہ طائفہ منصورہ (غالب اور نصرت الٰہی سے سرفراز جماعت) ہوگی جو حق کا برملا اعلان کرے گی، بھلائی کا حکم دے گی اور برائیوں سے روکے گی، ان کی مدد سے ہاتھ کھینچنے والے انھیں کوئی ضرر نہ پہنچا سکیں گے، یہی جماعت نجات یافتہ ہوگی، اس کی نجات اور حق پر ہونے کا بنیادی سبب یہ ہوگا کہ وہ کفار کی مشابہت سے محفوظ ہوگی۔

اسی طرح نبی اکرمﷺ کا یہ فرمان کہ ''یہ امت پچھلی امتوں کے راستہ کی پیروی کرے گی'' کا مفہوم یہ ہے کہ اس امت کی بعض جماعتیں پچھلی امتوں کی پیروی میں مبتلا ہوں گی، اس سے مراد فرقوں میں بٹے ہوئے لوگ ہیں جو اہل سنت و الجماعت سے الگ ہوئے۔

دوسرا قاعدہ: نبیﷺ نے جس وقت خبر دی کہ اس امت کے بعض فرقے کافروں کے طریقوں کی پیروی کریں گے، اسی وقت آپﷺ نے ان کی پیروی سے انتہائی سختی کے ساتھ متنبہ کیا، چنانچہ:

اولا: نبی ﷺ کا کفار کے ساتھ مشابہت کے وقوع پذیر ہونے کی بابت خبر دینا اس بات کو شامل ہے کہ آپ ﷺ امت کو کافروں کی مشابہت میں پڑنے سے متنبہ کر رہے ہیں۔

ثانیا: نبی ﷺ نے اجمالا وتفصیلا ہر طرح سے کافروں کی مشابہت سے ڈرایا ہے۔

اجمالا نبی ﷺ کا یہ فرمان: "مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ"

جو کسی قوم کی مشابہت اختیار کرے، وہ انھیں میں شمار ہوگا۔

اسی طرح پچھلے صفحات میں گزری ہوئی حدیث:

"لتتبعن سنن من كان قبلكم......"

تم لوگ ضرور بالضرور اپنے سے پہلے لوگوں کے راستوں کی پیروی کرو گے......

نبی ﷺ کے اس فرمان کا مقصود امت کو کافروں کی مشابہت سے ڈرانا اور اس مشابہت کے وقوع پذیر ہونے کی بابت خبر دینا ہے۔

اسی طرح دیگر اور بھی بہت سی احادیث میں نبی ﷺ نے غیر مسلموں کی مشابہت سے منع فرمایا اور ان کی مخالفت کا حکم دیا ہے، چنانچہ فرمایا:

"خالفوا المشركين" "تم مشرکوں کی مخالفت کرو۔

"خالفوا اليهود" تم یہود کی مخالفت کرو۔

"خالفوا المجوس" تم مجوس کی مخالفت کرو۔

غیر مسلموں کی مشابہت سے ممانعت کی بابت یہ عام نصوص ہیں۔

رہا مسئلہ اس موضوع سے متعلق تفصیلی نصوص کا، تو ان شاء اللہ آٹھویں بحث میں ہم اس سے متعلق بعض مثالوں کا ذکر کریں گے، جن میں نبی ﷺ نے خبر اور وارننگ کے طور پر بیان کیا ہے کہ بعض مسلمان کافروں کی مشابہت میں مبتلا ہوں گے۔

تیسرا قاعدہ: نبی ﷺ کا یہ خبر دینا کہ آپ کی امت میں ایک جماعت قیامت تک ہمیشہ حق کو لازم پکڑے رہے گی، ان کی مدد سے ہاتھ کھینچنے والے یا ان کی مخالفت کرنے والے انھیں کوئی نقصان نہ پہنچا سکیں گے۔

مشابہت کے مسائل پر غور وخوض کرتے ہوئے ان قواعد کا ایک دوسرے سے الگ الگ ہونا ممکن نہیں ہے، کیوں کہ اگر ہم نے ان نصوص کو ایک دوسرے سے الگ الگ کر دیا تو بعض لوگ اس غلطی کا شکار ہو سکتے ہیں کہ سارے مسلمان کفار کی مشابہت میں مبتلا ہوں گے اور ایسا کبھی بھی ممکن نہیں ہے، کیوں کہ یہ چیز دین کی حفاظت کے منافی ہے جب کہ اللہ تعالی نے دین کی حفاظت کی ذمہ داری لی ہے، نیز یہ چیز نبی ﷺ کے اس فرمان سے بھی ٹکراتی ہے کہ ''آپ کی امت میں ایک جماعت ہمیشہ حق پر غالب رہے گی''۔

اس طرح اگر ہم صرف اس آخری حدیث ''آپ کی امت میں ایک جماعت ہمیشہ حق پر غالب رہے گی'' کو لے لیں اور پہلی حدیث ''تم لوگ ضرور بالضرور اپنے سے پہلے لوگوں کے راستوں کی پیروی کرو گے'' کو چھوڑ دیں، تو بعض لوگ اس غلطی کے شکار ہو سکتے ہیں کہ یہ امت کافروں کی مشابہت میں مبتلا ہونے سے معصوم ہے۔

حالانکہ معاملہ نہ تو ایسا ہے نہ ویسا، بلکہ بہترین امت یعنی اہل سنت والجماعت سنت پر کاربند، کفار کی مشابہت سے محفوظ رہیں گے اور دوسرے فرقے جنھوں نے اہل سنت والجماعت سے راہ افتراق اختیار کی، وہ کفار کی مشابہت میں مبتلا ہونے کی وجہ سے افتراق کے شکار ہوئے، کیوں کہ جو جماعت بھی سنت سے دامن کش ہوئی وہ پچھلی امتوں کے راستوں کی پیروی میں کچھ نہ کچھ ضرور مبتلا ہوئی جیسا کہ اگلے صفحات میں اس کے نمونے پیش کئے جائیں گے۔

چوتھی بحث:

عمومی بیان کہ کن کن امور میں غیر مسلموں کی مشابہت سے ہمیں روکا گیا ہے

ان کی چار قسمیں ہیں:

پہلی قسم: عقیدہ سے متعلق امور:

غیر مسلموں کے ساتھ عقائد میں مشابہت انتہائی خطرناک امر بلکہ کفر وشرک ہے، مثلاً نیک لوگوں کو مقدس قرار دینا، کسی بھی طرح کی عبادت غیر اللہ کے لئے انجام دینا، اللہ کی کسی مخلوق کے بارے میں اللہ کا بیٹا ہونے یا اللہ کا اس کا باپ ہونے کا دعوی کرنا، جیسا کہ نصاری نے مسیح کو اور غزیر نے یہود کو اللہ کا بیٹا کہا، اسی طرح دین میں گروپ بندی کرنا اور اللہ کی نازل کردہ شریعت کے علاوہ فیصلے کرنا، نیز ان سے جو بھی کفریہ وشرکیہ امور متفرع ہوتے ہیں وہ سب عقائد میں داخل ہیں۔

دوسری قسم: جشن وتہوار سے متعلق امور:

جشن وتہوار گرچہ زیادہ تر عبادات اور بعض عادات کی قبیل سے ہوتے ہیں، اس کے باوجود شریعت میں بہت سے نصوص میں انھیں الگ سے بیان کیا گیا ہے اور ان کی اہمیت کے پیش نظر ان کے بارے میں کفار کی مشابہت سے خصوصی طور پر روکا گیا ہے، اور سال میں دو عیدوں میں مسلمانوں کو محدود کر دیا گیا ہے، اس لئے

لوگوں میں رائج عیدیں مثلا یوم پیدائش کے جشن، قومی تہوار اور باقاعدگی کے ساتھ منائے جانے والے جشن و اجتماع جو سال یا مہینہ کے کسی مخصوص دن یا کسی متعین ہفتہ یا دن میں منعقد کئے جائیں، بار بار دہرائے جائیں اور امت کے افراد اس کی پابندی کریں، یہ سب کفار کے ساتھ صریح مشابہت ہے جن کی ممانعت قرآن و حدیث میں وارد ہے۔

تیسری قسم: عبادات:

شریعت اسلامیہ میں نبی ﷺ سے عبادات میں کافروں کے ساتھ مشابہت کی ممانعت کی بابت تفصیل کے ساتھ نصوص وارد ہیں اور بہت سے امور کی صراحت بھی کردی گئی ہے جن میں ہمیں کافروں کے ساتھ مشابہت سے روکا گیا ہے، مثلا نماز مغرب کو مؤخر کرنا، سحری نہ کرنا، افطار میں دیر کرنا اور ان جیسے دیگر امور جن کا ان شاءاللہ تفصیلی ذکر آئے گا۔

چوتھی قسم: عادات، اخلاق اور طور وطریقہ:

مثلا لباس، اس کو ظاہری طریقہ کہا جاتا ہے، ظاہری طریقہ سے مراد شکل وصورت ہے، مثلا چال ڈھال اور اخلاق و کردار، ان امور میں کفار کے ساتھ مشابہت کی ممانعت بصراحت اجمالا وتفصیلا وارد ہے مثلا داڑھی چھیلنا، سونے کے برتن استعمال کرنا، کفار کے مخصوص لباس زیب تن کرنا، بے پردگی، مرد وزن کا اختلاط، مردوں کا عورتوں کی اور عورتوں کا مردوں کی مشابہت اختیار کرنا اور ان جیسی دیگر عادات۔

پانچویں بحث:

مشابہت کے احکام

مشابہت کے احکام کا جائزہ بالتفصیل ممکن نہیں ہے، کیوں کہ مشابہت کی ہر حالت کا الگ الگ حکم ہے جسے اہل علم اور دین کی سمجھ رکھنے والے کتاب وسنت کے دلائل اور شرعی قواعد پر پیش کرتے ہیں، لیکن یہاں پر بعض عام احکام ہیں جو اجمالی طور پر مشابہت کی تمام قسموں کو سمیٹے ہوئے ہیں، ہم ذیل میں بعض کا ذکر کرتے ہیں:

اولا: کفار کے ساتھ مشابہت کی بعض شکلیں ایسی ہیں جو کفر یا شرک ہیں مثلا عقائد اور بعض عبادات میں مشابہت، توحید وعقیدہ میں خلل پیدا کرنے والے امور میں یہود ونصاری اور مجوس کی مشابہت مثلا اللہ تعالی کے اسماء وصفات کا انکار کرنا اور ان میں کج روی اختیار کرنا، کسی مخلوق میں اللہ تعالی کے حلول کر جانے اور خالق ومخلوق کے ایک ہو جانے کا عقیدہ رکھنا، انبیاء وصلحاء کو مقدس گردانا، ان کی عبادت کرنا، اللہ کے سوا انھیں پکارنا اور انسانوں کے وضع کردہ قوانین کے ذریعہ فیصلے کرانا، یہ تمام چیزیں یا تو شرک ہیں یا تو کفر ہیں۔

ثانیا: مشابہت کی بعض شکلیں فسق ومعصیت ہیں، مثلا بعض عادات میں کفار کی تقلید کرنا جیسے بائیں ہاتھ سے کھانا پینا، مردوں کا سونے کی انگوٹھی پہننا، داڑھی

چھیلنا،عورتوں کا مردوں کی اور مَردوں کا عورتوں کی مشابہت اختیار کرنا،اوران جیسے دیگرامور۔

ثالثا: مشابہت کی بعض شکلیں مکروہ کا درجہ رکھتی ہیں،اس سے مراد کفار کے وہ طورو طریقے، عادتیں اور دنیوی امور ہیں جو حکم کے واضح نہ ہونے کی وجہ سے حرام و ناجائز کے درمیان ہیں،لہذا مسلمانوں کوان امور میں کفار کی مشابہت سے بچانے کے لئے ان کا حکم مکروہ کا ہوگا۔

سوال: کیا کفار کے کچھ اعمال ایسے بھی ہیں جن میں مشابہت جائز ہے؟

جواب: وہ تمام تر دنیاوی امور جو کفار کے خصائص سے نہ ہوں یعنی وہ ان کی خاص پہچان نہ ہوں، جو انھیں نیک مسلمانوں سے الگ کرتی ہوں اور اس کے اپنانے میں مسلمانوں کے لئے کوئی بڑی خرابی اور کفار کا کوئی ایسا بڑا فائدہ نہ ہو کہ وہ مسلمانوں کی ذلت ورسوائی کا سبب ہواوران جیسے دیگرامور۔

نیز خالص مادی مصنوعات بھی مباح کی قبیل سے ہیں کہ جن کے بارے میں کفار کی تقلید سے مسلمانوں کو کوئی نقصان لاحق نہیں ہوتا، اسی طرح خالص دنیوی علوم بھی مباح کی قبیل سے ہیں جن کا دین واخلاق سے معمولی درجہ کا بھی واسطہ نہ ہو۔

بسا اوقات ضروری ہوتا ہے کہ مسلمان کافروں کے خالص دنیاوی علوم سے استفادہ کریں، خالص سے مراد یہ ہے کہ ان علوم کی تدریس میں کفار کی جانب سے ایسی کوئی توجیہ اور اثر اندازی نہ ہو جو شرعی دلائل وقواعد سے ٹکراتی ہو یا مسلمانوں کو ذلت ورسوائی میں ڈالتی ہو، ان کے علاوہ باقی تمام امور مباح کی

قبیل سے ہیں۔(۲)

لہذا اعقائد، عبادات اور جشن وتہوار میں کفار کے ساتھ مشابہت قطعی طور پر حرام ہے، رہا مسئلہ عادات کا، تو اگر وہ کفار کا نشان امتیاز ہوں تو مسلمانوں کا انھیں اختیار کرنا حرام ہے اور اگر وہ کفار کا نشان امتیاز نہ ہوں تو یا تو وہ حرام یا مکروہ یا مباح ہیں۔

رہا مسئلہ علوم وفنون اور خالص دنیوی امور کا مثلاً تمام تر صناعات ہتھیار سازی وغیرہ تو یہ مذکورہ شرطوں کے ساتھ جائز ہیں۔

---

(۲) مسلمانوں پر ضروری ہے کہ وہ حتی الامکان کافروں سے بے نیاز رہنے کی کوشش کریں، لیکن یہ بھی ضروری ہے کہ یہ کوشش ان کی بنیادی ذمہ داریوں پر غالب نہ آجائے مثلاً بھلائی کا حکم دینا اور برائیوں سے روکنا، دین کی دعوت دینا، دین کو قائم کرنا، چنانچہ مسلمانوں کے لئے یہ کوئی عیب کی بات نہیں ہے کہ وہ شرعی حدود میں رہتے ہوئے دنیوی امور میں کسی ملک یا قوم کی ٹکنالوجی سے استفادہ کریں، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ، صحابہ کرام اور سلف صالحین کا عمل تھا کہ وہ کفار کی ٹکنالوجی، پیشے اور مادی وسائل سے استفادہ سے باز نہیں رہتے تھے، جب تک کہ وہ مسلمانوں کی ذلت وحقارت کا سبب نہ ہوں، میرا خیال ہے کہ مطلقاً یہ بات مبالغہ آمیزی پر مبنی نہیں ہے کہ آج مسلمانوں کی اہم ترین ذمہ داری مادی ترقی کے لئے تگ ودو کرنا ہے، لیکن یہ اس شرط کے ساتھ مشروط ہے کہ وہ اولاً دین کو قائم کریں اور شرعی تقاضوں کو پورا کریں، پھر مادی برتری کے لئے کوششیں کریں بلکہ یہ تو ایک منطقی بات ہے کہ دین کا قائم کرنا بلاشبہہ دنیوی ترقی کا سبب ہے۔

چھٹی بحث:

ہمیں کن کن لوگوں کی مشابہت سے روکا گیا ہے؟

شرعی دلائل کی چھان بین کے ذریعہ حصر کے طور پر تو نہیں لیکن تقریبی طور پر اس قسم کے لوگوں کی معرفت حاصل کی جاسکتی ہے جن کی مشابہت سے ہمیں روکا گیا ہے (ہم ذیل میں بعض قسم کے لوگوں کا ذکر کرتے ہیں)

پہلی قسم: عمومی طور پر تمام کفار:

بغیر کسی تخصیص کے ہمیں تمام تر کفار کی مشابہت سے روکا گیا ہے، اس طرح اس میں مشرکین، یہود، نصاریٰ، مجوس، ستارہ پرست اور ملحدین وغیرہ داخل ہیں، چنانچہ ہمیں عبادات، عادات اور لباس میں کفار کے ساتھ ہر اس چیز میں مشابہت سے روکا گیا ہے جو ان کے لئے خاص یا ان کا نشان امتیاز ہو۔

جیسا کہ نبی ﷺ نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو گیروا رنگ کا کپڑا زیب تن کئے ہوئے دیکھا تو فرمایا:

"ان هذه من ثياب الكفار فلا تلبسها"

یہ کافروں کے لباسوں میں سے ہے، تم انھیں نہ پہنو۔

یہ حدیث اس امر پر دلیل ہے کہ مسلمانوں کے لئے ہر اس لباس کا پہننا جائز نہیں

ہے جو کفار کا نشان امتیاز ہو۔(۳)

دوسری قسم: مشرکین:

عبادات، جشن وتہوار اور افعال میں مشرکوں کی مشابہت اختیار کرنے سے ہمیں روکا گیا ہے، مثلاً سیٹی مارنا، تالی بجانا، مخلوقات سے شفاعت اور وسیلہ کا طالب ہونا، قبروں پر نذرانے پیش کرنا، قبر والوں کے لئے ذبح کرنا، غروب آفتاب سے پہلے عرفات سے نکل پڑنا۔

سلف صالحین رحمہم اللہ مشرکین کے ساتھ ان کے امتیازات اور مخصوص افعال میں مشابہت کو ناپسند سمجھتے تھے۔

جیسا کہ عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما وغیرہ نے کہا:

”من بنى ببلاد المشركين و صنع نيروزهم و مهرجانهم حتى يموت حشر معهم يوم القيامة“

جو شخص مشرکوں کے علاقہ میں مکان تعمیر کرے، ان کے نیروز ومہرجان (ان کے

---

(۳) میرے خیال میں آج کل رائج لباس پتلون کفار کے امتیازات اور شعار میں سے ہے، لہذا مسلمانوں کے لئے اس کا پہننا جائز نہیں ہے، گرچہ مغربیت کے دلدادہ افراد بکثرت اسے استعمال کرتے ہیں اور مسلمان ملکوں میں وہی زیادہ ہیں، کیوں کہ اعتبار راہ سنت پر گامزن نیک، دین کی سمجھ رکھنے والے افراد کا ہے اور پتلون پہننا ان کے اوصاف میں سے نہیں ہے، نیز تنگ پتلون میں پورے طور پر شرم وحیا اور وقار نہیں پایا جاتا ہے، کیوں کہ وہ شرمگاہ کے نشیب وفراز کو نمایاں کرتا ہے، اسی طرح لباس کی بعض ہیئتیں ایسی ہیں جو کافروں کے بعض طبقات کے ساتھ خاص ہیں مثلاً ہیٹ یہود کا شیوہ اور صلیب نصاری کا نشان امتیاز ہے وغیرہ

تہوار) منائے اور موت آنے تک اپنے اسی کردار پر قائم رہے تو وہ قیامت کے دن انھیں لوگوں کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔ (بیہقی ۹/۲۳۴)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مسجدوں پر مثلث یا مربع برجیوں کے بنانے کو مکروہ سمجھتے تھے، بہت سے مواقع پر انھوں نے اس سے منع فرمایا، ان کا خیال تھا کہ یہ مشرکوں کے بتوں کے مشابہ ہیں۔

(دیکھئے: مصنف ابن ابی شیبہ ۱/ ۳۰۹ ، اقتضاء الصراط المستقیم (محقق) لابن تیمیہ ۱/ ۳۴۴)

تیسری قسم: اہل کتاب: (یعنی یہود و نصاری)

چنانچہ عقائد، عبادات، لباس اور جشن و تہوار میں ہمیں یہود و نصاری کے ساتھ ہر اس چیز میں مشابہت سے روکا گیا ہے جو ان دونوں یا کسی ایک کے امتیازات میں سے ہو، مثلاً قبروں پر عمارت تعمیر کرنا، اس کو سجدہ گاہ بنانا، تصویریں لٹکانا، عورتوں کے فتنہ میں پڑنا، سحری نہ کرنا، سفید بالوں پر خضاب نہ لگانا، صلیب لٹکانا، ان کی عیدیں منانا یا ان میں شریک ہونا اور ان جیسے دیگر امور۔

چوتھی قسم: مجوس:

مجوس کی خاص پہچان آگ کی جانب رخ کر کے نماز پڑھنا، اس کی عبادت کرنا، بادشاہوں اور بڑے لوگوں کو مقدس گردانا، گدی کے بالوں کو صاف کرنا، داڑھی چھیلنا، مونچھوں کو لمبی کرنا، سیٹی بجانا اور سونے و چاندی کے برتنوں کا استعمال کرنا ہے۔

پانچویں قسم: اہل فارس و روم:

فارس و روم یہود و نصاری اور مجوس سب کو شامل ہے، عبادات، عادات اور رسم و

رواج میں ہمیں ہر اس چیز میں فارس وروم کی مشابہت سے روکا گیا ہے جوان کے امتیازات میں سے ہو مثلاً قوم کے سرداروں اور سرکردہ لوگوں کی تعظیم وتقدیس کرنا، شریعت الٰہی کے خلاف عالموں اور درویشوں کی اطاعت کرنا، دین میں بے جا سختی اختیار کرنا۔

چھٹی قسم: غیر مسلم عجمی لوگ:

یہ ممانعت نبی ﷺ کے اس فرمان کی وجہ سے ہے کہ جب آپ ﷺ نے کپڑے کے نیچے ریشم لگانے سے منع فرمایا تو آپ ﷺ نے فرمایا جیسا عجم کے لوگ کرتے ہیں یا اپنے مونڈھے پر ریشم لگائے جیسا کہ عجم کے لوگ کرتے ہیں۔

(ابوداؤد ۴۰۴۹، نسائی ۸/۱۴۳، مسند احمد ۴/۱۳۴، اقتضاء الصراط المستقیم لابن تیمیۃ ۱/۳۰۴)

نبی ﷺ نے کسی کی تعظیم کے لئے کھڑے ہونے سے منع فرمایا بلکہ آپ ﷺ نے یہاں تک فرمایا کہ مقتدی کھڑے ہوں اور امام کسی بیماری کے سبب بیٹھا اس خوف سے کہ کسی کے ذہن میں تعظیم کا شبہہ پیدا ہو اور جیسا کہ حدیث میں اس کی وجہ یہ بیان کی گئی کہ یہ عجمیوں کے فعل کے مشابہ ہے، کیوں کہ وہ اپنے سرداروں اور بڑے لوگوں کی تعظیم میں کھڑے ہوتے ہیں، چنانچہ اس فعل کے غیر مسلم عجمیوں سے مشابہت کی وجہ سے اسلام میں اس سے منع کیا گیا ہے۔

(مسلم حدیث نمبر ۴۱۳، ابوداؤد ۶۰۲، ۶۰۶، ۵۲۳۰، ابن ماجہ ۱۲۴، مسند احمد ۵/۲۵۳، ۲۵۶)

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے کہ انھوں نے عجم اور مشرکین کا بھیس اور روپ اختیار کرنے سے سختی کے ساتھ منع فرمایا ہے، بیشتر سلف صالحین نے اس کی

ممانعت کی جانب اشارہ کیا ہے۔

ساتویں قسم: اہل جاہلیت:

شریعت اسلامیہ میں دور جاہلیت کے افعال، اخلاق، عبادات، عادات اور طور و طریقہ کو اپنانے سے روکا گیا ہے مثلا بے پردگی، عورتوں کا اپنی زیب وزینت کی نمائش کرنا، محرم کا سایہ کے بجائے دھوپ میں رہنا جیسا کہ آج رافضہ کرتے ہیں، یہ دور جاہلیت کے افعال میں سے ہے، کلی یا جزئی طور پر بے پردہ ہونا، قومی تعصب، خاندانی شرافت پر فخر، نسب میں طعن و تشنیع، نوحہ وماتم، ستاروں سے بارش طلب کرنا۔

چنانچہ جب اسلام کی آمد ہوئی تو نبی ﷺ نے دور جاہلیت کی ہر عادت و خصلت رسم ورواج اور طور وطریقہ کو کالعدم قرار دیا، انھیں میں سے عورتوں کی بے پردگی، مرد وزن کا باہم اختلاط اور سودی لین دین بھی ہے۔

آٹھویں قسم: شیطان:

جن لوگوں کی مشابہت سے ہمیں روکا گیا ہے، اس میں سے ایک شیطان بھی ہے، نبی ﷺ نے بعض شیطانی کاموں کا ذکر کرتے ہوئے ان کے اپنانے سے منع فرمایا مثلا بائیں ہاتھ سے کھانا پینا، جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

”لا یاکلن أحدكم بشماله و لا يشرب بها فان الشيطان ياكل بشماله و يشرب بها“

کوئی شخص بائیں ہاتھ سے نہ کھائے پیئے، کیوں کہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا اور پیتا ہے۔ (مسلم حدیث نمبر ۲۰۱۹)

بڑے افسوس کی بات ہے کہ بہت سارے مسلمان تساہل اور تکبر کی وجہ سے حق سے گریز کرتے ہوئے اور شیطان کے دوست کفار وفساق کی مشابہت میں اس عادت بد کے شکار ہیں۔

نویں قسم: بادیہ نشین لوگ جن کا ایمان پایہ تکمیل کو نہیں پہنچا ہے:

اس سے مراد جاہل بادیہ نشین لوگ ہیں، کیوں کہ بادیہ نشین بیشتر بہت سے ایسے طریقے اور رسم ورواج ایجاد کرتے ہیں جن کا اسلام سے کوئی واسطہ نہیں ہوتا ہے، بلکہ بعض طریقے دور جاہلیت سے وراثت میں آئے ہوئے ہوتے ہیں، اجڈ بادیہ نشینوں کے یہاں طور وطریقہ، رسم ورواج اوران کی اصطلاحات میں ایسی چیزیں پائی جاتی ہیں جو شریعت کے منافی ہوتی ہیں مثلا جاہلی تعصب، خاندانی شرافت پر فخر، نسب میں طعن وتشنیع، مغرب کو عشاء اور عشاء کو عتمہ کہنا، طلاق کی قسم کھانا، کسی عمل پر طلاق دینے کو معلق کرنا، اپنی چچا زاد بہن کو ایسا پابند بنانا کہ وہ اپنے چچا زاد بھائی ہی سے شادی کرے اوراس طرح کی دیگر جاہلانہ عادتیں۔

ساتویں بحث:

مسلمانوں کا امر نبوی کے خلاف کافروں کی تقلید اور ان کی مشابہت میں واقع ہونے کے اسباب

پہلی بات تو یہ کہ ہمیں سب سے پہلے اچھی طرح یہ بات جان لینی چاہئے کہ نبی ﷺ کی خبر کے مطابق یہ چیز وقوع پذیر ہو چکی ہے اور جو چیزیں وقوع پذیر نہ ہوئیں وہ ضرور بالضرور واقع ہو کر رہیں گی۔

دوسری بات یہ کہ گذشتہ قواعد کی روشنی میں ہمیں یہ بات سمجھنی چاہئے کہ کافروں کی مشابہت میں مبتلا ہونے والے اہل حق یا اہل سنت والجماعت نہیں ہیں، بلکہ خواہشات نفس کے پیروکار، اہل سنت والجماعت سے راہ افتراق اختیار کرنے والے لوگ ہیں، کیوں کہ جس کسی فرقہ نے بھی اہل سنت والجماعت سے راہ افتراق اختیار کی اس میں کم یا زیادہ کفار کی مشابہت ضرور پائی جاتی ہے۔

کفار کی مشابہت میں مبتلا ہونے کے بعض اہم اسباب:

پہلا سبب: اسلام اور مسلمانوں کے خلاف کفار کی خفیہ چالیں:

ظہور اسلام سے لے کر آج تک یہ چیز پائی جا رہی ہے کہ کفار باختلاف مذاہب و عقائد شروع ہی سے مسلمانوں کے خلاف سازشیں کرتے چلے آئے ہیں اور آج بھی برابر کر رہے ہیں، چنانچہ ان کی ایک سازش یہ بھی رہی کہ مسلمانوں کو غیر

مسلموں کے عقائد، جشن وتہوار اور طور وطریقہ میں مبتلا کر دیں، اسی وجہ سے ہم یہ محسوس کرتے ہیں کہ امت میں گروہ بندی کا غالب سبب کفار کی خفیہ چالیں ہیں، چنانچہ جس کسی گروہ نے امت سے راہ افتراق اختیار کی اس میں غیر مسلموں کی جماعت کا ہاتھ ضرور ہے یا تو ان لوگوں نے خواہشات نفس کے پیروکاروں اور سادہ لوح مسلمانوں کے مابین اس کی ترویج واشاعت میں حصہ لیا یا اس میں سرکردہ یا پیروکار کی حیثیت سے رہے، حاصل کلام یہود و نصاری اور دیگر غیر مسلموں کی سازشیں مسلمانوں کا کفار کے ساتھ مشابہت کا اصل سبب رہیں۔

جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالی نے ہمیں اس کی بابت خبر دی، فرمایا:

﴿وَلَن تَرْضَى عَنكَ الْيَهُودُ وَلاَ النَّصَارَى حَتَّى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ﴾ (البقرۃ:۱۲۰)

آپ سے یہود ونصاری ہرگز راضی نہ ہوں گے جب تک کہ آپ ان کے مذہب کے تابع نہ بن جائیں۔

ایک دوسری جگہ اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ لاَ تَتَّخِذُواْ بِطَانَةً مِّن دُونِكُمْ لاَ يَأْلُونَكُمْ خَبَالاً وَدُّواْ مَا عَنِتُّمْ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاء مِنْ أَفْوَاهِهِمْ وَمَا تُخْفِي صُدُورُهُمْ أَكْبَرُ﴾ (آل عمران:۱۱۸)

اے ایمان والو! تم اپنا دلی دوست ایمان والوں کے سوا کسی اور کو نہ بناؤ (تم تو نہیں دیکھتے دوسرے لوگ تمہاری تباہی میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتے، وہ تو چاہتے ہیں کہ تم دکھ میں پڑو، ان کی عداوت تو خود ان کی زبان سے ظاہر ہو چکی ہے اور جو ان کے سینوں میں پوشیدہ ہے وہ بہت زیادہ ہے۔

نیز فرمان الہی: ﴿مَّا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُواْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَلاَ الْمُشْرِكِينَ

أَن يُنَزَّلَ عَلَيْكُم مِّنْ خَيْرٍ مِّن رَّبِّكُمْ......﴾(البقرة:١٠٥)
نہ تو اہل کتاب کے کافر اور نہ مشرکین چاہتے ہیں کہ تم پر تمہارے رب کی کوئی بھلائی نازل ہو......۔

نیز اللہ عزوجل نے فرمایا:﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تُطِيعُوا الَّذِينَ كَفَرُوا يَرُدُّوكُمْ عَلَى أَعْقَابِكُمْ فَتَنقَلِبُوا خَاسِرِينَ﴾(آل عمران:۱۴۹)
اے ایمان والو! اگر تم کافروں کی باتیں مانو گے، تو وہ تمھیں تمہاری ایڑیوں کے بل پلٹا دیں گے پھر تم نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جاؤ گے۔

ایک اور مقام پر اللہ عزوجل نے فرمایا:﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تُطِيعُوا فَرِيقاً مِّنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ يَرُدُّوكُم بَعْدَ إِيمَانِكُمْ كَافِرِينَ﴾(آل عمران:۱۰۰)
اے ایمان والو! اگر تم اہل کتاب کی کسی جماعت کی باتیں مانو گے تو وہ تمھیں تمہارے ایمان لانے کے بعد مرتد کافر بنا دیں گے۔

چنانچہ کفار ماضی وحاضر ہر دور میں مسلمانوں کو دین اسلام سے پھیرنے کے انتہائی حریص رہے ہیں، خصوصا دور حاضر میں وہ ہر دور سے زیادہ اپنی محنتیں اس مقصد پر صرف کرر ہے ہیں، مسلمانوں کے احوال پر نظر رکھنے والا ہر بندہ مسلم اس بات کو محسوس کرتا ہے کہ آج کفار امت مسلمہ میں اپنے عقائد، عادات، قوانین، سیاست، اخلاق وغیرہ نافذ کرنے کے لئے کس طرح جٹ کر تگ ودو کر رہے ہیں، چنانچہ کفار اور ان کے حامی ہر دور سے زیادہ اس دور میں امت کو کافروں کی مشابہت میں مبتلا کرنے کے لئے اکٹھا ہو چکے ہیں۔

دوسرا سبب: بعض مسلمانوں کی جہالت اور دین کی عدم سمجھ:

مسلمانوں کا دینی احکام اور سلف صالحین کے منہج وطریقہ سے نابلد ہونا (کفار کی مشابہت میں مبتلا ہونے کا ایک اہم سبب ہے)

تیسرا سبب: مسلمانوں کا مادی ومعنوی طور پر کمزور ہونا:

جس کا نتیجہ یہ ہے کہ مسلمان کمزوری اور سکشت خورگی کا شکار ہوئے اور بہت سے امور میں کفار کا ان پر غلبہ ہوگیا۔

چوتھا سبب: منافقوں کی سازشیں:

منافقین مسلمانوں کے درمیان زندگی گزاتے ہیں، وہ ہر دور میں کافروں کے مضبوط ومتحرک ہتھ کنڈہ رہے ہیں، چنانچہ مسلمانوں کو کفار کی مشابہت کی جانب کھینچ کرلانے میں ان کے مابین زندگی گزارنے والے منافقین کا ایک بڑا اثر رہا ہے۔

منافقین سے مراد مختلف طرح کے لوگ ہیں۔

منافقین کی ایک قسم وہ ہے کہ کافروں میں سے کچھ لوگوں نے اسلام کا دعوی کیا اور مسلمانوں کے خلاف سازشیں کرنے کے لئے بظاہر اسلام میں داخل ہوگئے۔

ایک دوسری قسم وہ ہے کہ وہ درحقیقت مسلمان تھے لیکن اسلام سے پھر گئے۔

ایک تیسری قسم وہ ہے کہ وہ دعوی اسلام کے باوجود فسق وفجور کی جانب مائل ہیں، چنانچہ دور حاضر میں مسلمانوں کو کفار کی مشابہت کی جانب کھینچ کرلانے والے بہت سے لوگ وہ ہیں جن کے دلوں میں نفاق کی بیماری ہے، ان کی خواہش یہ ہے کہ مسلمانوں میں خواہشات نفس کی پیروی اور بے حیائیاں عام ہوجائیں جیسے کہ سیکولر ذہن اور دین سے آزاد لوگ۔

بہر حال مسلمانوں کے کفار کی مشابہت میں مبتلا ہونے کے اسباب بہت زیادہ ہیں۔

آٹھویں بحث:

بطورِ نمونہ وہ چند امور جن میں نبی ﷺ نے کافروں کی مشابہت سے روکا ہے

(۱) شریعت اسلامیہ میں پہلی وہ چیز جس میں صراحت کے ساتھ کفار کی مشابہت سے روکا گیا ہے، وہ دین میں فرقہ بندی ہے، قرآن وحدیث میں بکثرت اس کی ممانعت وارد ہوئی ہے، جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا:

﴿وَلاَ تَكُونُواْ كَالَّذِينَ تَفَرَّقُواْ وَاخْتَلَفُواْ مِن بَعْدِ مَا جَاءهُمُ الْبَيِّنَاتُ﴾

تم ان لوگوں کی طرح نہ ہوجانا جنھوں نے اپنے پاس روشن دلیلیں آجانے کے بعد بھی تفرقہ ڈالا اور اختلاف کیا۔ (آل عمران:۱۰۵)

اور جیسا کہ نبی ﷺ نے اس امت کے مختلف گروہوں میں تقسیم ہوجانے کی بابت خبر دی اور فرمایا:

"افترقت اليهود على احدى و سبعين فرقة و افترقت النصارى على اثنتين و سبعين فرقة و تفترق هذه الامة على ثلاث و سبعين فرقة"

یہود اکہتر فرقوں میں اور نصاری (عیسائی) بہتر فرقوں میں تقسیم ہوگئے اور میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہوجائے گی۔

اس خبر کا مقصود امت کو گروہ بندی سے روکنا اور ڈرانا ہے۔

(۲) قبروں کو اونچی کرنا، ان پر عمارت تعمیر کرنا، انھیں سجدہ گاہ بنانا اور مجسمے اور تصویریں نصب کرنا:

ان امور کا ذکر بہت ساری احادیث میں آیا ہے، میں ذیل میں انھیں مختصراً ذکر کرتا ہوں:

صحیح مسلم وغیرہ میں علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انھوں نے کہا:

"أمرنی رسول الله ﷺ أن لا أدع قبرا مشرفا الا سويته و لا تمثالا الا طمسته"

رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ میں کوئی اونچی قبر نہ چھوڑوں مگر اسے زمین سے برابر کردوں اور کوئی مجسمہ نہ چھوڑوں مگر اسے مٹا دوں۔ (مسلم حدیث نمبر ۹۶۹)

ابن ابی عاصم نے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا:

"ان تسوية القبور من السنن و قد رفعت اليهود و النصارى فلا تتشبهوا بهم"

قبروں کو زمین سے برابر رکھنا سنت ہے، یہود و نصاری نے قبروں کو اونچی کیا، لہذا تم ان کی مشابہت اختیار نہ کرو۔ (اقتضاء الصراط المستقیم ۱/۳۴۲)

قبروں پر عمارت تعمیر کرنا یا قبروں ہی کو اونچی کرنا اس دور کی ایک بہت بڑی مصیبت ہے جس میں دنیا کے مختلف خطوں میں مسلمان مبتلا ہیں، جس سے نبی ﷺ کے اس فرمان کی تصدیق ہوتی ہے:

"لتركبن سنن من كان قبلكم" تم لوگ ضرور بالضرور اپنے سے پہلے لوگوں کے راستوں پر چلو گے۔

انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنانا یعنی ان پر عمارت تعمیر کرنا، مسجدیں بنانا اور ان میں نمازیں پڑھنا اسی حکم میں داخل ہے، اسی طرح نیک لوگوں کی قبروں پر عمارت تعمیر کرنا یا مسجدوں میں نیک لوگوں کو دفن کرنا خواہ وہ دفن مسجد کی تعمیر کے بعد ہی ہو،

ممانعت ان تمام امور کو شامل ہے۔

نیز قبروں کے پاس دعا کرنے کے لئے بار بار آنا جانا یا اللہ کے سوا قبر والوں کو پکارنا یا نیکی کے کاموں کے ذریعہ ان کا تقرب چاہنا، یہ سب کچھ یہود ونصاری کے افعال میں سے ہے اور نبی ﷺ نے ان سے بچنے کی انتہائی سختی کے ساتھ تاکید کی ہے۔

صحیح مسلم میں ہے کہ نبی ﷺ نے اپنے انتقال سے پانچ روز پہلے فرمایا:

"انی أبرأ الی الله أن یکون لی منکم خلیلا فان الله قد اتخذنی خلیلا کما اتخذ ابراهیم خلیلا و لو کنت متخذا من أمتی خلیلا لاتخذت أبا بکر خلیلا ألا و ان من کان قبلکم کانوا یتخذون قبور انبیاء هم مساجد ألا فلا تتخذوا القبور مساجد فانی أنهاکم عن ذلك"

میں اللہ کے حضور اس بات سے اعلان براءت کرتا ہوں کہ تم میں سے کوئی میرا خلیل ہو، اس لئے کہ اللہ نے مجھے اپنا خلیل بنالیا ہے اور اگر میں اپنی امت میں سے کسی کو اپنا خلیل بناتا تو ابوبکر کو بناتا، آگاہ رہو کہ تم سے پہلے جو قومیں گزری ہیں وہ اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیتی تھیں، خبردار! تم قبروں کو سجدے کی جگہ نہ بنانا میں تمھیں ایسا کرنے سے روکتا ہوں۔ (مسلم حدیث نمبر ۵۳۲)

صحیح بخاری ومسلم میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

"قاتل الله الیهود اتخذوا قبور انبیاء هم مساجد" یہود پر اللہ کی لعنت ہو کہ انھوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا۔ (بخاری مع فتح الباری حدیث ۴۳۷)

اور صحیح مسلم کے الفاظ یوں ہیں:

"لعن الله الیهود و النصاری اتخذوا قبور انبیاء هم مساجد"

یہود و نصاری پر اللہ کی لعنت ہو کہ انھوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا۔
(مسلم حدیث نمبر ۵۳۰)

عائشہ اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں:

"لما نزل برسول الله ﷺ ای مرض مو ته طفق یطرح خمیصة علی وجهه فاذا اغتم بها کشفها و قال وهو کذلك: لعنة الله علی الیهود و النصاری اتخذوا قبور انبیاء هم مساجد یحذر ما صنعوا"

رسول اللہ ﷺ جب مرض الموت کے عالم میں تھے تو چادر بار بار اپنے چہرے پر ڈالتے اور جب اس سے سانس گھٹنے لگتی تو ہٹا دیتے، آپ ﷺ نے اسی حال میں فرمایا: "یہود و نصاری پر اللہ کی لعنت ہو انھوں نے اپنے انبیاء کی قبروں پر مساجد بنالئے، عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ آپ اپنی امت کو اس قسم کے شرکیہ اعمال سے ڈرانا چاہتے تھے۔ (بخاری مع فتح الباری ۴۳۵، ۴۳۶ مسلم ۵۳۱)

ام حبیبہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہما ☆ کے قصہ میں نبی ﷺ کا ارشاد ہے جو انھوں نے

☆ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا: ان کا نام رملہ بنت ابوسفیان بن حرب تھا، انھوں نے اپنے شوہر عبیداللہ بن جحش الاسدی کے ساتھ حبشہ کی جانب ہجرت کی، لیکن جب ان کے شوہر نے نصرانیت اختیار کرتے ہوئے انھیں اپنی زوجیت سے جدا کر دیا، تو سن ۷ ہجری میں ان کی شادی نبی ﷺ سے ہوئی اس طرح وہ ازواج مطہرات میں سے تھیں۔

ام سلمہ رضی اللہ عنہا: ان کا نام ہند بنت ابوامیہ تھا، انھوں نے اپنے شوہر ابوسلمہ کے ساتھ حبشہ کی جانب ہجرت کی، لیکن جب ان کے شوہر کا غزوہ احد میں لگے ہوئے زخم کے سبب انتقال ہو گیا، تو شوال سن ۴ ہجری میں ان کی شادی نبی ﷺ سے ہوئی۔ (از مترجم)

سرزمین حبشہ میں ایک گرجا گھر، اس کی خوبصورتی اوراس میں موجود تصویروں کو دیکھا تھا، آپ ﷺ نے ان کی بات سن کرفرمایا:

”أولئك القوم اذا مات العبد الصالح أو الرجل الصالح بنوا على قبره مسجدا و صوروا فيه تلك الصور أولئك شرار الخلق عند الله عزو جل“

جب ان کا کوئی نیک آدمی مرجاتا تو اس کی قبر پر مسجد بنادیتے اوراس میں یہ تصویریں بنا کرر کھ لیتے، وہ اللہ کے نزدیک بدترین مخلوق ہیں۔

(بخاری مع فتح الباری ۴۲۶، مسلم ۵۲۸)

یہ انتہائی خطرناک امور ہیں جن میں آج مسلمان ملوث ہیں۔

(۳) مشابہت کی شکلوں میں سے سب سے خطرناک شکل مسلمانوں کا عورتوں کے فتنہ میں مبتلا ہوجانا ہے، کیوں کہ یہ کفار کی عادات میں سے ہے، عورتوں کے فتنہ میں پڑنے سے مراد یہ ہے کہ انھیں حشمت ووقاراور پردہ سے عاری کرکے گھروں سے باہر نکال دیا جائے تاکہ مرد اس فتنہ میں مبتلا ہوجائیں۔

عورتوں کا ذکر خصوصی طور پر اس لئے کیا گیا کہ:

۱۔عورتیں دنیاوی آرائش وزیبائش کی شوق مند ہوتی ہیں۔

۲۔عورتیں دنیاوی آرائش وزیبائش میں تقلید، مشابہت اورغلو کی جانب مائل ہوجاتی ہیں۔

۳۔فطرتاً عورت کی پیدائش مرد کوابھارنے، اس کے لئے زیب وزینت اختیار کرنے پر ہوئی ہے، اسی طرح مرد کی بھی پیدائش فطرتاً عورت کی جانب مائل ہونے پر ہوئی ہے جب وہ بے پردگی اختیار کرےاور شرم وحیا کو لازم نہ پکڑے۔

یہود ونصاری اور کفار کے ساتھ اخلاق وعادات اور جشن وتہوار میں مشابہت کی

دعوت بیشتر سب سے پہلے عورتیں پھر بچے اور کم عقل لوگ ہی دیتے ہیں۔

قابل افسوس بات یہ ہے کہ دور حاضر میں بہت سارے مسلمان عورتوں کے فتنہ میں مبتلا ہیں، حالانکہ نبی ﷺ نے اس سے سختی کے ساتھ بچنے کی تاکید کی ہے، چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"فاتقوا الدنیا و اتقوا النساء فان أول فتنة بنی اسرائیل کانت فی النساء"

تم دنیا کے فتنہ سے بچو اور عورتوں کے فتنوں سے بچو، کیوں کہ بنی اسرائیل میں فتنے کی ابتدا عورتوں سے ہوئی تھی۔ (مسلم ۲۷۴۲)

چنانچہ اگر معاملات کی تھوڑی بھی ذمہ داری عورت کو دے دی جائے اور حدود الٰہی کے بارے میں مرد عورتوں کے ساتھ تھوڑے سے نرم پڑ جائیں (۴) شرم وحیا اور پردہ کے اصول کو چھوڑ دیں، تو یہی چیز فتنہ کا ذریعہ ہے اور امت مسلمہ جب اس عادت بد کی شکار ہوگئی، تو وہ دین و دنیا کو کھو بیٹھتی ہے اور اس پر فتنے مسلط ہو جاتے ہیں۔

(۴) کافروں سے مشابہت کے جن امور سے اللہ کے رسول ﷺ نے منع فرمایا ہے، اس میں ایک یہ بھی ہے کہ یہود و نصاریٰ کی مشابہت میں بالوں میں خضاب استعمال نہ کرنا۔

جیسا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"ان الیهود و النصاری لا یصبغون فخالفوهم"

(۴) عورت کی عزت وتوقیر شرعاً مطلوب ہے، لیکن اس کی عزت وتوقیر کا معنی یہ نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں اس کی اطاعت کی جائے اور مرد اس پر اپنی حاکمیت سے دست کش ہو جائے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔

یہود و نصاری اپنے بالوں کو نہیں رنگتے ہیں لہذا تم ان کی مخالفت کرو (اور اپنے بالوں کو رنگو)

ساتھ ہی کالے خضاب سے بچا جائے، جیسا کہ دوسری احادیث میں اس کی وضاحت ہے(۵)۔

(۵) داڑھی مونڈنے اور مونچھوں کو بڑھانے سے روکا گیا ہے، کیوں کہ اس میں مشرکوں، مجوسیوں ور یہود نصاری کی مشابہت ہے۔

چنانچہ نبی ﷺ سے بہت سی صحیح احادیث وراد ہیں جن میں آپ ﷺ نے داڑھی بڑھانے اور مونچھوں کو چھوٹی کرنے کا حکم دیا ہے اور آپ ﷺ نے اس کی علت یہ بیان فرمائی ہے کہ اس میں مشرکوں اور مجوسیوں کی مخالفت ہے۔

چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"خالفوا المشركين احفوا الشوارب و أوفوا اللحى"

مشرکوں کی مخالفت کرو، مونچھوں کو پست کرو اور داڑھی کو بڑھاؤ۔

(بخاری مع فتح الباری ۵۵۹۳، مسلم ۲۵۹)

اور ایک دوسری روایت میں ہے: " جزوا الشوارب" مونچھوں کو تراشو۔

---

(۵) جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے دن ابوقحافہ (ابوبکر رضی اللہ عنہ کے والد) کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لایا گیا، تو ان کا سر ثغامہ (ایک قسم کا سفید پھولوں والا پودا) کے مانند تھا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انھیں ان کی کسی خاتون کے پاس لے جاؤ جوان کے بالوں کو کسی چیز سے رنگ دے، لیکن انھیں سیاہ رنگ سے بچانا۔

(مسلم ۲۱۰۲، ابوداؤد ۴۲۰۴، نسائی ۵۰۲۹) (از مترجم)

اور جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے:

" جزوا الشوارب و ارخوا اللحی و خالفوا المجوس" مونچھوں کو تراشو، داڑھی کو بڑھاؤ اور مجوس کی مخالفت کرو۔ (مسلم ۲۶۰)

(۶) جوتوں اور موزوں سمیت نماز نہ پڑھنا:

کفار خصوصا یہود کی مشابہت سے ہمیں روکا گیا ہے، وہ اپنے جوتوں اور موزوں میں نماز نہیں پڑھتے ہیں، چنانچہ ہمیشگی کے ساتھ یا عبادت سمجھ کر بغیر جوتوں کے نماز پڑھنے کی ممانعت یہود کی مخالفت میں وارد ہے، بشرطیکہ اس میں کسی قسم کی تکلیف یا گندگی کا خطرہ نہ ہو۔

جیسا کہ امام ابوداؤد اور حاکم نے روایت کیا ہے اور امام حاکم نے اس کو صحیح قرار دیا ہے اور امام ذہبی رحمہ اللہ نے بھی اس کی موافقت کی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"خالفوا الیهود فانهم لا یصلون فی نعالهم و لا فی خفافهم"

تم یہود کی مخالفت کرو کیوں کہ وہ جوتوں اور موزوں سمیت نماز نہیں پڑھتے ہیں۔

(ابوداؤد ۶۵۲، امام حاکم نے اس روایت کو صحیح کہا ہے اور امام ذہبی نے اس کی موافقت کی ہے، ۱/۲۶۰)

اس مخالفت میں بہت سے ان پڑھ اور اہل بدعت گرفتار ہیں جو اس سنت پر عمل کے منکر ہیں۔

اہل علم کے نزدیک جوتے پہن کر نماز پڑھنا اس شرط کے ساتھ مشروط ہے کہ جوتے میں کوئی گندگی نہ لگی ہوئی ہو، چنانچہ اگر مسجد میں قالینیں بچھی ہوئی ہوں اور مسجد کے باہر جس راستہ سے آدمی چل کر آیا ہو وہ صاف نہ ہو جیسا کہ شہروں میں یہی حال ہے، تو ان قالینوں پر جوتے پہن کر نماز پڑھنا درست نہ ہوگا، نبی ﷺ ننگی

زمین پرنماز پڑھتے تھے اوراس وقت مسجدوں میں قالینیں بچھی نہ ہوتی تھیں۔

ہر بندہ مسلم کوسنت پرعمل کا شوق رکھنا چاہئے کہ جب کبھی بھی مسجد کے باہرننگی زمین پرنماز پڑھے تو حکم نبوی کی پیروی میں کبھی کبھار جوتے سمیت نماز پڑھ لیا کرے، ایسا ہمیشہ نہیں ہونا چاہئے کیوں کہ مداومت سلف سے منقول نہیں ہے۔

(۷) برتر وکم تر کے مابین حدود، سزاؤں اورقوانین میں فرق کرنا، جیسا کہ یہود کا عمل ہے۔

صحیح بخاری ومسلم میں اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کا قصہ وارد ہے کہ جب اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے مخزومیہ عورت کے بارے میں سفارش کی جس نے چوری کا ارتکاب کیا تھا، تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"يا اسامة أتشفع فى حد من حدود الله انهما هلك بنواسرائيل انهم كانوا اذا سرق فيهم الشريف تركوه واذا سرق فيهم الضعيف أقاموا عليه الحد و الذى نفسى بيده لو ان فاطمة بنت محمد سرقت لقطعت يدها"

اے اسامہ! تم اللہ کی حدوں کے بارے میں سفارش کرتے ہو؟ بنواسرائیل اس لئے ہلاک ہوئے کہ جب ان کا کوئی معزز آدمی چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے اوراگر کوئی کمتر آدمی چوری کرتا تو اس پر حد نافذ کرتے، قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر فاطمہ بنت محمد بھی چوری کرتی تو میں اس کے ہاتھ کو کاٹ دیتا۔ (بخاری ۳۴۷۳)

(۸) نماز میں سدل (۶) (کپڑا لٹکانے) اور تلثم (منہ ڈھانپنے) کی ممانعت

(۶) سدل کا معنی ہے کپڑے کو کندھے پر یوں ہی لٹکتا ہوا چھوڑ دینا اوراسے دوسرے کندھے پر نہ ڈالنا۔

وارد ہے، کیوں کہ یہ یہود کا فعل ہے۔

چنانچہ امام ابوداؤد، ترمذی، احمد اور حاکم رحمہم اللہ نے نقل کیا اور امام حاکم نے کہا: کہ یہ روایت بخاری و مسلم کی شرط پر ہے: کہ نبی ﷺ نے نماز میں سدل کرنے اور اپنے منہ کو ڈھانپنے سے منع فرمایا۔ (ابوداؤد ۶۴۳، ترمذی ۳۷۸، احمد والحاکم)

بعض صحابہ نے اس کی وجہ یہ بیان کی کہ یہ یہود کا فعل ہے۔

(۹) کفار اور اہل جاہلیت کی مشابہت میں سے عورتوں کا بے پردگی اختیار کرنا، زیب و زینت کا اظہار کرنا اور بلا ضرورت گھر سے باہر نکلنا ہے:

اللہ تعالی نے فرمایا:

﴿وَقَرْنَ فِيْ بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَى﴾ (الاحزاب:۳۳)

اپنے گھروں ہی میں ٹھہری رہو اور قدیم جاہلیت کے زمانہ کی طرح بناؤ سنگھار کا اظہار کر کے نہ گھومو۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے مذکورہ آیت کریمہ کی تفسیر میں کہا: ''عورت اپنے پردہ کو نہ دکھائے اور مشرکوں کا طریقہ نہ اپنائے''۔ (اقتضاء الصراط المستقیم لابن تیمیۃ ۱/۳۴۰)

(۱۰) نماز کی حالت میں کمر پر ہاتھ رکھنا:

سنت یہ ہے کہ بحالت نماز نمازی اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر سینے پر رکھے، نماز کی حالت میں کمر پر ہاتھ رکھنے سے منع کیا گیا ہے، کیوں کہ یہ یہود کا فعل ہے، جیسا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ثابت ہے کہ انھوں نے بحالت نماز کمر پر ہاتھ رکھنے کو ناپسند کیا اور کہا:

''لا تشبهوا باليهود، ان اليهود تفعله'' تم یہود کی مشابہت اختیار نہ کرو یہود ایسا کرتے ہیں۔ (بخاری مع فتح الباری ۳۴۵۸، مصنف عبدالرزاق ۳۳۳۸، اقتضاء الصراط المستقیم ۱/۳۴۳)

(۱۱) جشن وتہوار اور میلے:

یہ بات معلوم خاص و عام ہے کہ شریعت اسلامیہ میں عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے علاوہ کسی اور عید کا ثبوت نہیں ہے، چنانچہ جشن وتہوار اور میلوں کی کثرت یہود و نصاری، کفار ومشرکین، مجوس اور اہل جاہلیت کا دین ہے، نبی ﷺ نے دو سے زیادہ عیدوں کے منانے سے منع فرمایا ہے۔

اللہ تعالی نے اپنے نیک بندوں کا وصف بیان کرتے ہوئے فرمایا:

﴿وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُونَ الزُّورَ﴾ (الفرقان:۷۲)(اللہ کے نیک بندے وہ ہیں)جو "زُور"،میں حاضر نہیں ہوتے ہیں۔

سلف میں سے بیشتر مفسرین نے کہا: کہ "زُور" سے مراد کفار ومشرکین کی عیدیں ہیں۔

اسلام میں عیدوں کا تعلق شریعت وعبادت سے ہے جو ایک توقیفی معاملہ ہے۔(۷)

---

(۷) عبادات میں اصل توقیف ہے،یعنی کوئی بھی عبادت اس وقت تک مشروع نہ ہوگی جب تک کہ کتاب وسنت سے اس کے مشروع ہونے پر دلیل نہ ہو،جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا:

﴿أَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ شَرَعُوا لَهُم مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَأْذَن بِهِ اللَّهُ﴾(الشوری:۲۱)

کیا ان لوگوں نے (اللہ کے) ایسے شریک (مقرر کر رکھے) ہیں جنھوں نے ایسے احکام دین مقرر کر دئے ہیں جو اللہ کے فرمائے ہوئے نہیں ہیں۔

اور نبی ﷺ نے فرمایا:" من عمل عملا ليس عليه أمرنا فهو رد" جس نے کوئی ایسا عمل کیا جو ہمارے حکم کے مطابق نہیں تو وہ مردود ہے۔اس کے برخلاف عادات مثلا کھانا پینا،سونا جاگنا وغیرہ میں اصل اباحت ہے،یعنی ان میں سے سبھی چیزیں حلال ہیں الا یہ کہ جن کا حرام ہونا کتاب وسنت سے ثابت ہو جائے،تو وہ حرام ہے۔(از مترجم)

(تفسیر ابن کثیر ۳/ ۳۲۸، ۳۲۹)

عیدین عبادات کی قبیل سے ہیں، لہذا نبی ﷺ کے طریقہ سے ہٹ کر ان میں کمی یا زیادتی جائز نہیں ہے، چنانچہ اگر کوئی شخص امت کے لئے تیسری عید ایجاد کرنا چاہے خواہ وہ کسی بھی مناسبت سے ہو تو یہ اللہ کے علاوہ شریعت سازی ہے، اسی طرح اگر کسی شخص کو یہ مناسب معلوم ہو کہ وہ اللہ کی جانب سے مشروع کسی عید کو کالعدم قرار دے، تو یہ شریعت سازی ہے ایسا عمل قطعا جائز نہیں بلکہ کفر ہے، اسی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے اہل مدینہ کو ان کی بعض عیدوں اور قدیم دنوں کے منانے سے منع فرمایا۔

جیسا کہ امام ابوداؤد، احمد، نسائی رحمہم اللہ نے امام مسلم رحمہ اللہ کی شرط پر صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ نے دیکھا کہ اہل مدینہ کے دو مخصوص دن ہیں جن میں وہ کھیلتے کودتے ہیں، تو آپ ﷺ نے ان سے پوچھا کہ یہ دو دن کیسے ہیں؟ ان لوگوں نے جواب دیا کہ ان دونوں دنوں میں ہم دور جاہلیت میں کھیلا کودا کرتے تھے (یعنی بطور عید منایا کرتے تھے) تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"ان الله قد أبدلكم بهما خيرا منهما يوم الاضحى و يوم الفطر"

اللہ نے ان دونوں دنوں سے بہتر دن تمہارے لئے تبدیل کر دئے ہیں ایک عید الاضحیٰ اور دوسرے عید الفطر۔ (ابوداؤد ۱۱۳۴، اقتضاء الصراط المستقیم ۱/۴۳۲)

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے: تم اللہ کے دشمنوں سے ان کے تہواروں میں مشابہت سے بچو۔ (سنن الکبری للبیہقی ۹/ ۲۳۴، کنز العمال ۱۷۳۲)

چنانچہ جو بھی وجہ ہو عید کا تعلق شریعت سے ہے اس میں کمی زیادتی جائز نہیں ہے۔

اہل علم کے نزدیک معروف ہے کہ عید کے مفہوم میں ہر وہ تقریب داخل ہے جس کا اہتمام مسلمان پابندی کے ساتھ ماہانہ یا سالانہ طور پر یا ہر دو یا پانچ یا دس سال پر کریں خواہ وہ ایک دن کے لئے ہو یا ایک ہفتہ کے لئے، اسی طرح ہر وہ تقریب جس کا اہتمام امت مخصوص وقت میں مخصوص شکل سے کرے اس کا شمار عید میں ہوگا خواہ وہ مقررہ عیدوں میں سے نہ ہو۔

اس میں بدرجہ اولی وہ عیدیں بھی شامل ہیں جو قومی تہوار، عرش اور تقریبات فتح و کامرانی یا موسمی تہوار وغیرہ کے نام سے جانے جاتے ہیں۔

اسی حکم میں وہ مناسبات بھی ہیں جنھیں ہفتوں کا نام دیا جاتا ہے، بشرطیکہ امت ان کی پابندی کرنے لگے جیسے مساجد کا ہفتہ، موسم بہار کا ہفتہ، اگر یہ ہفتہ سال کے کسی بھی وقت میں نہ منا کر ایک متعینہ وقت ہی میں اس کی پابندی کی جائے، تو یہ عید کے باب میں داخل ہے اور یہ بدعت کے بنیاد کی حیثیت رکھتا ہے، گرچہ لوگ شروع میں ان کے مناتے وقت شرعی اصول وضوابط کا پاس ولحاظ رکھیں اور شرعاً ممنوع چیزوں سے بچتے بھی رہیں، لیکن بعد میں آنے والی نسل اسے امت کے لوازات کے طور پر لے گی اور ہر وہ چیز جو امت پر لازم قرار دے دی جائے، وہ شریعت کی حیثیت رکھتی ہے، جی ہاں ہر وہ امر جسے شریعت نے لازم قرار نہ دیا ہو اسے لازم قرار دینا شریعت ہے خواہ اسے عید، ڈے، ہفتہ، مہینہ، مناسبت، اجتماع یا میلہ وغیرہ کا نام دیا جائے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ محققین علماء کے نزدیک یہ تمام چیزیں منع اور ممنوع عیدوں کی قبیل سے ہیں۔

(۱۲) سحری نہ کرنا:

جیسا کہ یہود و نصاریٰ کا فعل ہے کہ وہ سحری نہیں کرتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”فصل ما بین صیامنا و صیام اهل الکتاب اکلة السحور“

ہمارے اور اہل کتاب کے روزوں میں فرق سحری کا کھانا ہے۔(مسلم ۱۰۹۶)

افسوس! اس وقت ہم بہت سارے مسلمانوں کو دیکھتے ہیں کہ وہ اس خلاف شرع کام میں مبتلا ہیں، خصوصاً وہ افراد جو سحری سے کچھ پہلے تک جاگتے رہتے ہیں اور پھر رات کے آخری حصہ میں سو جاتے ہیں، وہ آدھی رات یا اس سے پہلے کھا چکے ہوتے ہیں اور بسا اوقات نہیں بھی کھاتے ہیں، بلاشبہ ایسے لوگ عمداً سحری کے تارک ہیں، یہ عمل ناجائز بلکہ یہود کا طریقہ ہے۔

اگر اس میں نبی ﷺ کی خلاف ورزی کے علاوہ کوئی اور گناہ نہ بھی ہو تو بھی یہی کافی ہے:

﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَن تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ (نور:۶۳)

سنو جو لوگ حکم رسول کی مخالفت کرتے ہیں انھیں ڈرتے رہنا چاہئے کہ کہیں ان پر کوئی زبردست آفت نہ آپڑے یا انہیں دردناک عذاب نہ پہنچے۔

(۱۳) افطار میں دیری کرنا:

روزہ دار کے لئے سنت یہ ہے کہ وہ افطار میں جلدی کرے، اس میں یہود و نصاریٰ کی مخالفت ہے، چنانچہ سنن ابوداؤد اور مستدرک حاکم میں ہے اور امام حاکم رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”لا یزال الدین ظاهرا ما عجل الناس الفطر لان الیهود و النصاری یؤخرونه“

دین برابر غالب رہے گا جب تک لوگ افطار میں جلدی کرتے رہیں گے کیوں کہ

یہود و نصاری افطار میں دیری کرتے ہیں۔
(ابوداؤد ۲۳۵۳، ابن ماجہ ۱۶۹۸، حاکم ۱/ ۴۳۱، امام حاکم نے اس حدیث کو مسلم کی شرط پر صحیح قرار دیا ہے)

بعض لوگ اس عادت بد کے شکار ہیں، بلکہ اہل تشیع رافضہ کے یہاں تو یہ چیز عام ہے کہ وہ نماز مغرب اور افطار کو ستاروں کے بالکل روشن ہوجانے تک مؤخر کرتے ہیں۔

اسی طرح بعض افراد احتیاط اور دین میں غلو کے طور پر اس غلطی میں ملوث ہیں، بایں طور کہ بسا اوقات وہ حضرات نہ تو مؤذنوں پر بھروسہ کرتے ہیں اور نہ ہی غروب آفتاب سے متعلق اپنی رویت پر اعتماد کرتے ہیں اور افطار کے صحیح وقت سے دیری کرتے ہیں اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ایسا وہ بطور احتیاط کررہے ہیں، حالانکہ یہ شیطانی وسوسہ اور اس کا دھوکہ ہے اور اس طرح خلاف سنت کام میں ملوث ہونا ہے کیوں کہ سحری میں دیری اور افطار میں جلدی کرنا ہی سنت ہے۔

حدیث میں ثابت ہے کہ یہود مغرب کو ستاروں کے خوب روشن ہونے تک مؤخر کرتے ہیں جیسا کہ امام ابوداؤد، حاکم، ابن ماجہ اور امام احمد نے مسند میں نقل کیا اور امام حاکم نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

"لا تزال أمتي على الفطرة مالم يؤخروا المغرب الى اشتباك النجوم"

میری امت برابر فطرت پر رہے گی جب تک مغرب کو ستاروں کے خوب روشن ہونے تک مؤخر نہیں کرے گی۔

(ابوداؤد ۴۱۸، ابن ماجہ ۶۸۹، مسند احمد ۳/ ۴۴۹، امام حاکم نے اس حدیث کو مسلم کی شرط پر صحیح قرار دیا ہے)

دوسری احادیث میں اس کی وضاحت کی گئی ہے کہ یہ یہود ونصاری کی مشابہت ہے۔
(ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''اقتضاء الصراط المستقیم'' میں اسے سعید بن منصور کی جانب منسوب کیا ہے اور اسی مفہوم کا اثر مسند احمد بن حنبل ۴/ ۳۴۹ اور مراسیل ابن ابی حاتم ۱۲۱ میں بھی ہے)

(۱۴) حائضہ عورتوں کے ساتھ کھانا پینا، اٹھنا بیٹھنا اور باہمی معاشرت چھوڑ دینا:
یہ یہود کا طریقہ تھا کہ جب ان کے یہاں عورت حائضہ ہوتی تو وہ اس سے قطع تعلق کر لیتے اور اس کے ساتھ کھانا پینا حتی کہ گھر میں اٹھنا بیٹھنا چھوڑ دیتے۔
نبی ﷺ نے اس عمل سے منع فرمایا ہے، چنانچہ مدینہ منورہ کے وہ مسلمان جو یہود کے اس عمل کو بہتر سمجھتے تھے جب انھوں نے اس بارے میں نبی ﷺ سے پوچھا، تو آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا:
"اصنعوا کل شیء الا النکاح" جماع کے علاوہ ہر معاملہ کرو۔ (مسلم ۳۰۲)

(۱۵) طلوع وغروب آفتاب کے وقت نماز پڑھنے کی ممانعت:
کیوں کہ سورج شیطان کی دونوں سینگھوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے اور سورج کے طلوع وغروب کے وقت کافر اسے سجدہ کرتے ہیں۔
جیسا کہ صحیح مسلم کی اس طویل حدیث میں ہے جسے عمرو بن عنبسہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:
"صل صلاۃ الصبح ثم اقصر عن الصلاۃ حتی تطلع الشمس حتی ترتفع فانھا تطلع حین تطلع بین قرنی الشیطان و حینئذ یسجد لھا الکفار"
تم نماز فجر ادا کرو، پھر نماز سے رکے رہو یہاں تک کہ سورج طلوع ہوکر بلند

ہو جائے کیوں کہ وہ شیطان کی دونوں سینگھوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے اور اس وقت کافر اس کے لئے سجدہ کرتے ہیں۔(صحیح مسلم ۸۲۳)

غروب آفتاب کی بابت بھی آپ ﷺ نے یہی بات بیان فرمائی ہے۔

(۱۶) کسی شخص کی تعظیم میں کھڑے ہونے کی ممانعت:

کسی شخص کی تعظیم میں کھڑے ہونے کی ممانعت خصوصا جب کہ وہ شخص صاحب مقام و مرتبہ اور لوگوں کی نگاہوں میں معظم ہو، چنانچہ یہ ممانعت بہت سی احادیث میں وارد ہے۔

اسی قبیل سے یہ بھی ہے کہ جب کسی ناگہانی صورت حال سے دوچار ہوکر امام کھڑا نہ ہو سکے اور بیٹھ کر نماز پڑھائے، اور لوگ اس کے پیچھے کھڑے ہوکر نماز پڑھیں، چنانچہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ مقتدیوں کو بھی امام کی طرح بیٹھ جانا چاہیے، اس خوف سے کہ کہیں عجمیوں کی تقلید میں نہ پڑ جائیں جو اپنے بڑوں کی تعظیم میں کھڑے رہتے ہیں، جیسا کہ سنن ابوداؤد اور ابن ماجہ کی صحیح حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

”اذا صلی الامام جالسا فصلوا جلوسا و اذا صلی الامام قائما فصلوا قیاما و لا تفعلوا کما یفعل اهل فارس بعظمائها“

جب امام بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم بھی بیٹھ کر نماز پڑھو اور جب امام کھڑے ہوکر نماز پڑھے تو تم بھی کھڑے ہوکر نماز پڑھو اور تم ایسا نہ کرو جیسا اہل فارس اپنے بڑوں کے ساتھ کرتے ہیں۔(ابوداؤد ۶۰۲، ابن ماجہ ۱۲۴۰)

اور ایک دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں:

”و لا تعظمونی کما تعظم الاعاجم بعضها بعضا“ (ابوداؤد ۵۲۳۰)

تم میری اس طرح تعظیم نہ کرو جس طرح عجمی لوگ باہم ایک دوسرے کی کرتے ہیں۔
اور جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے کہ ایک بار نبی ﷺ بیماری کی وجہ سے بیٹھ کر نماز پڑھا رہے تھے اور صحابہ آپ کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے، تو اس موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا:

"ان کدتم آنفا تفعلوا فعل فارس و الروم یقومون علی ملوکھم و ھم قعود فلا تفعلوا ائتموا بأئمتکم ان صلی قائما فصلوا قیاما و ان صلی قاعدا فصلوا قعودا"

تم ابھی اہل فارس و روم کا عمل اپنانے والے تھے کہ وہ اپنے بادشاہوں کے گرد کھڑے رہتے ہیں اور بادشاہ بیٹھے ہوتے ہیں، تم ایسا نہ کرو، تم اپنے اماموں کی اقتدا کرو، اگر امام کھڑے ہو کر نماز پڑھائے تو تم کھڑے ہو کر نماز پڑھو اور اگر بیٹھ کر نماز پڑھائے تو تم بیٹھ کر نماز پڑھو۔ (مسلم ۴۱۳)

(۱۷) چیخ و پکار کے ساتھ میت کا نوحہ و ماتم کرنا اور ماتم کی محفلیں منعقد کرنا جیسا کہ اہل جاہلیت کرتے تھے۔
نبی ﷺ نے ایک متفق علیہ حدیث میں فرمایا:

"لیس منا من ضرب الخدود و شق الجیوب و دعا بدعوی الجاھلیة"

وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جو رخسار پیٹے، گریبان پھاڑے اور دور جاہلیت کی پکار پکارے۔
دور حاضر میں بہت سارے مسلمان اس غلط عمل میں ملوث ہیں۔

(۱۸) حسب و نسب پر فخر کرنا، نسب میں عیب لگانا اور ستاروں کے ذریعہ بارش طلب کرنا:

یہ سب دور جاہلیت کے افعال ہیں جن کے ارتکاب سے نبی ﷺ نے امت کو منع فرمایا ہے۔

چنانچہ آپ ﷺ نے ایک حدیث میں فرمایا:

"أربع فی أمتی من امر الجاهلية لا يتركونهن الفخر بالاحساب و الطعن فی الانساب و الاستسقاء بالنجوم و النياحة"

میری امت کے لوگ جاہلیت کی چار باتیں نہیں چھوڑیں گے حسب ونسب پر فخر کرنا، دوسروں کے نسب میں عیب لگانا، ستاروں کے ذریعہ بارش طلب کرنا اور مُردوں پر نوحہ کرنا۔ (مسلم ۹۳۵)

(۱۹) قومیت، مذہبیت، علاقائیت اور اس طرح کے دوسرے تعصّبات کا شکار ہونا:

چنانچہ فخر ومباہات اور تعصب کے طور پر ہر طرح کی عصبیت یا اسلام کے علاوہ کسی اور جانب نسبت دور جاہلیت کے افعال میں سے ہے۔

نبی ﷺ نے صحیح حدیث میں فرمایا:

"ليس منا من دعا الى عصبية و ليس منا من قاتل لعصبية و ليس منا من مات على عصبية"

وہ شخص ہم میں سے نہیں جو عصبیت کی جانب دعوت دے، وہ شخص بھی ہم میں سے نہیں جو عصبیت کی وجہ سے لڑائی کرے اور وہ شخص بھی ہم میں سے نہیں جس کا عصبیت پر انتقال ہو۔

(یہ الفاظ ابوداؤد کے ہیں، دیکھئے: حدیث ۵۱۲۱ اور صحیح مسلم میں بھی اسی مفہوم کی روایت وارد ہے دیکھئے: حدیث ۱۸۴۸)

یہ عصبیت جس سے نبی ﷺ نے منع فرمایا ہے ان بڑے امور میں سے ایک ہے کہ ماضی و حاضر ہر دور میں مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد اس میں ملوث رہی ہے اور اس دور میں مسلمان جس عصبیت کے شکار ہوئے ہیں اور جس نے مسلمانوں کو گروہوں اور جماعتوں میں بانٹ کر رکھ دیا ہے وہ قومی اور وطنی عصبیت ہے، شاید اس زمانہ کے واقعات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ مسلمانوں کے اندر جاہلی عصبیت کو ابھارنے اور محض قومیت کی بنیاد پر ظالم کی مدد کرنے میں قومیات کا کتنا بڑا اثر ہے، جبکہ نبی ﷺ نے اس سے بچنے کی سخت تاکید کی ہے، چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"من نصر قومه على غير الحق فهو كالبعير الذى ردى فهو ينزع بذنبه"

جس شخص نے ناحق اپنی قوم کی مدد کی، تو اس کی مثال ایسی ہے جیسے کہ اونٹ کوئیں میں گر پڑا ہو اور لوگ اس کو نکالنے کے لئے اس کی دم کھینچ رہے ہوں۔ (ابوداؤد ۵۱۱۸)

(۲۰) صرف یوم عاشوراء یعنی دسویں محرم کو روزہ رکھنا:

کیوں کہ یہ یہود کا عمل ہے جیسا کہ مسند احمد میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

"صوموا يوم عاشوراء و خالفوا فيه اليهود صوموا قبله يوما او بعده يوما"

دسویں محرم کو روزہ رکھو اور یہود کی مخالفت کرتے ہوئے اس سے ایک دن پہلے یا ایک دن بعد بھی روزہ رکھو۔ (مسند احمد ۱/ ۲۴۱، مسلم ۱۱۳۴)

(۲۱) عورتوں کا مصنوعی بال جوڑنا:

بال جوڑنے سے مراد یہ ہے کہ اللہ نے عورتوں کے (سروں پر) جو بال رکھا ہے، اس کے علاوہ مصنوعی بال جوڑنا، یہ یہود کا عمل ہے، میری نظر میں اسی حکم میں وہ بھی ہے جسے بارو کہ (وگ) کا نام دیا جاتا ہے، اگر عورت ان مصنوعی بالوں کے ذریعہ

اپنے فطری بالوں میں تبدیلی پیدا کرنا چاہتی ہے، تو یہ بھی بال جوڑنے کے حکم میں ہے، البتہ اگر عورت کے سر میں سرے سے بال ہی نہ ہوں، تو بعض اہل علم نے شوہر کے لئے زینت کی غرض سے سر پر بارو کہ یا وگ رکھنے کی اجازت دی ہے۔

معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے بالوں میں جوڑنے سے متعلق کہا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

”انما هلك بنو اسرائيل حين اتخذ هذه نسائهم“

بنو اسرائیل اس وقت ہلاک ہوئے جب ان کی عورتوں نے ان مصنوعی بالوں کا استعمال شروع کردیا۔(۸)

پھر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نہیں سمجھتا تھا کہ یہ کام یہود کے علاوہ کوئی اور کرے گا۔(اقتضاء الصراط المستقیم ۱/۲۵۳)

(۲۲) دلوں کا سخت ہو جانا اور اللہ کی آیات اور اس کے ذکر سے خوف کا نہ پیدا ہونا:

(دلوں کی سختی اور قرآنی آیات کی تلاوت کے وقت خشوع سے محرومی) یہ یہود کی

---

(۸) بخاری و مسلم میں اس واقعہ کی تفصیل یوں ہے کہ حمید بن عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے جس سال حج کیا وہ مدینہ منور تشریف لائے اور ممبر پر کھڑے ہو کر لوگوں کو مخاطب کیا اور اپنے ہاتھ میں بال کا ایک گچھ لیا جو ایک پہرے دار کے ہاتھ میں تھا، پھر کہا: اے اہل مدینہ تمہارے علماء کہاں ہیں (جو تمہیں برائی سے نہیں روکتے) ہم نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ ﷺ اس سے منع فرماتے تھے (اس کے بعد نبی ﷺ کے مذکورہ فرمان کا ذکر کیا) بنو اسرائیل اس وقت ہلاک ہوئے جب ان کی عورتوں نے ان مصنوعی بالوں کا استعمال شروع کردیا۔(دیکھئے: صحیح بخاری ۵۹۳۲، مسلم ۲۱۲۷)(از مترجم)

ان عادات میں سے ہے جس سے قرآن کریم میں اللہ تعالی نے منع فرمایا ہے:

﴿أَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِينَ آمَنُوا أَن تَخْشَعَ قُلُوبُهُمْ لِذِكْرِ اللَّهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ وَلَا يَكُونُوا كَالَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِن قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْأَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوبُهُمْ وَكَثِيرٌ مِّنْهُمْ فَاسِقُونَ﴾ (الحدید:۱۶)

کیا اب تک ایمان والوں کے لئے وقت نہیں آیا کہ ان کے دل ذکر الٰہی سے اور جو حق اتر چکا ہے اس سے نرم ہو جائیں اور ان کی طرح نہ ہو جائیں جنھیں ان سے پہلے کتاب دی گئی تھی، پھر جب ان پر ایک زمانہ دراز گزر گیا تو ان کے دل سخت ہو گئے اور ان میں سے بہت سے فاسق ہیں۔

''جنھیں ان سے پہلے کتاب دی گئی تھی'' سے مراد یہود ونصاری ہیں۔

(۲۳) رہبانیت (ترک دنیا) اور دین میں تشدد، کیوں کہ یہ نصاری کا فعل ہے۔

اس سے مراد دین میں ایسی چیزوں کے ذریعہ مبالغہ کرنا ہے جسے اللہ نے مشروع قرار نہیں دیا ہے خواہ ان کا تعلق عقائد سے ہو یا عبادات واحکام سے ہو، مثلا عبادت کی لئے دنیا سے الگ تھلگ ہو جانا، حصول رزق کے لئے تگ ودو نہ کرنا، زمین میں سفر نہ کرنا، حلال چیزوں کو از راہ تدین حرام ٹھہرانا یا چھوڑ دینا (۹) یا دین میں ایسی سختی کرنا جو اسلام کے منہج اعتدال کے منافی ہو۔

جیسا کہ یہ بات آپ کے علم میں آچکی ہے کہ رہبانیت یعنی سنیاس اور ترک دنیا

---

(۹) میرے نزدیک رہبانیت کی شکلوں میں سے از راہ تدین بعض حلال چیزوں کے عدم استعمال پر سختی برتنا ہے، مثلا جوتے نہ پہننا، گاڑیوں پر سوار نہ ہونا، حلال مصنوعات اور وسائل کے استعمال سے انحراف کرنا۔ واللہ اعلم

نصاری کا فعل ہے، اللہ تعالی اور اس کے رسول ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے:
چنانچہ نبی ﷺ ایک حدیث میں فرماتے ہیں:

”لا تشددوا على انفسكم فيشدد الله عليكم فان قوما شددوا على انفسهم فشدد الله عليهم فتلك بقاياهم فى الصوامع و الديارات رهبانية ابتدعوها ما كتبنا عليهم“

تم اپنے اوپر سختی نہ کرو کہ اس کے بدلے میں اللہ تعالی بھی تمہارے اوپر سختی کرے، کیوں کہ بعض لوگوں نے اپنی جانوں پر سختی کی، تو اللہ تعالی نے ان پر سختی کی، یہ لوگ جو گرجا گھروں اور کلیساؤں میں دکھائی دے رہے ہیں، انھیں کے بقایا ہیں (یہ وہی رہبانیت ہے جس سے متعلق اللہ تعالی نے فرمایا) ﴿وَرَهْبَانِيَّةً ابْتَدَعُوهَا مَا كَتَبْنَاهَا عَلَيْهِمْ﴾ وہ رہبانیت جس کو ان لوگوں نے خود ایجاد کر لی تھی ہم نے اسے ان پر واجب نہ کیا تھا۔ (ابوداؤد ۴۹۰۴)

دینی بھائیو! مختصر یہ کہ غیر مسلموں کی مشابہت کا موضوع انتہائی سنگین اور غایت درجہ اہم ہے، جس پر مسلمانوں کو توجہ دینی چاہیے، اس لئے کہ آج بہت سارے مسلمان انتہائی خطرناک قسم کی مشابہتوں میں مبتلا ہو گئے ہیں بلکہ ان میں سے بعض غیر مسلموں کی مشابہت میں کفر، گمراہی اور شرک و بدعت تک میں جا پڑے ہیں، گرچہ ماضی میں بھی مسلمان اس مرض کے شکار ہوئے تھے، لیکن معاملہ اس حد تک نہیں پہنچا تھا جہاں تک آج پہنچا ہے، کیوں کہ آج ہم مسلمانوں کو دیکھتے ہیں کہ اکثر کاموں میں غیروں کی پیروی میں مبتلا ہیں مگر اللہ جسے محفوظ رکھے۔

قابل افسوس بات یہ ہے کہ آج مسلمان بہت سارے امور میں کافروں کے ماتحت ہیں اور یہ کسی ایک عبادت یا ایک عادت میں معمولی درجہ کی ماتحتی نہیں ہے، بلکہ یہ ایک وسیع درجہ کی ماتحتی ہے جو زندگی کے بیشتر گوشوں عقائد، قانون سازی، اخلاق، معاملات، سوچ وفکر، تعلیمی منہج اور اقتصاد و سیاست کو ہمہ گیر ہے، اسی سلسلہ کی ایک کڑی درآمد وضعی قوانین اور تحکیم وتحاکم میں دینی احکام سے اعراض ہے، چنانچہ بہت سے مسلمان اور مسلم ممالک کتاب وسنت سے زیادہ کافر ملکوں اور تنظیموں سے اپنے فیصلے کرانے لگے، مزید یہ کہ مسلمان پسماندگی کے شکار اور اخلاق وسلوک اور ظاہری طور وطریقہ میں دین سے دور ہو گئے، بلکہ بعض مسلمان ملکوں میں تو سنت ایک انوکھی سی چیز ہو کر رہ گئی اور کافروں کے اخلاق و عادات یہی اصل کی حیثیت رکھنے لگے، یہ ایسا معاملہ ہے کہ ہر کس وناکس اس کو محسوس کر رہا ہے۔

آخر میں خود کو اور مسلمان بھائیوں کو وصیت کرتا ہوں کہ اللہ سبحانہ وتعالی سے ڈریں، مسلمانوں کے لئے خیر خواہی اپنائیں اور انھیں اس خطرناک صورتحال سے نکالنے کی کوشش کریں جسمیں وہ مبتلا ہیں، الحمدللہ اس ملک میں ہمارے پاس جو عقیدہ توحید، بدعات کی قلت، فریضہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی انجام دہی، حدود پر عمل، شریعت الٰہیہ کو فیصل قرار دینا اور اس کے علاوہ سنت کے دیگر ظاہری امور ہیں، ہم ان کا تحفظ کریں، نیز ہمارے اوپر واجب ہے کہ کافروں کے احوال وافعال کے امڈتے ہوئے تیز وتند طوفان کو روکیں جو ہماری جانب برضا ورغبت یا جبرا چلا آ رہا ہے۔

میں اللہ تعالی سے دعا گو ہوں کہ وہ ہمیں بحالت اسلام زندہ رکھے اور اسلام ہی کی حالت میں وفات دے، ہمیں نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور نیک لوگوں کے ساتھ اٹھائے، ہمیں اپنے سیدھے راستہ کی ہدایت دے اور ان لوگوں کے راستہ سے بچائے جن پر غضب نازل ہوا یا وہ گمراہی کے شکار ہوئے۔

صلى الله على نبينا محمد و على آله و صحبه أجمعين

تحریر: ناصر بن عبدالکریم العلی العقل

۱۱/۸/۱۴۱۱ھ

ترجمہ: عبدالولی عبدالقوی

۲۶/۶/۱۴۲۵ھ مطابق ۱۲/ اگست ۲۰۰۴ع

الحمد لله الذى بنعمته تتم الصالحات

مترجم کی دیگر مطبوعات

کتب:

۱	حقیت توحید	تالیف
۲	حقیقت شرک	تالیف
۳	نماز نبوی	تالیف
۴	طہارت کے احکام ومسائل	تالیف
۵	حیض ونفاس کے احکام ومسائل	تالیف
۶	مسلمانان برصغیر ہندو پاک کے یہاں ناجائز برکت طلبیوں کے مظاہراوران کی بابت اسلام کا موقف	تالیف
۷	نماز باجماعت کے لئے مسجد جانے کے احکام وآداب	تالیف
۸	شروطِ نماز، ارکان، واجبات، مسنونات، مبطلات اور مکروہات	تالیف
۹	ملکۂ عفاف ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی سیرت کا ایک مختصر تحقیقی جائزہ	تالیف
۱۰	وضو، غسل اور تیمّم کے احکام ومسائل	تالیف
۱۱	مسلمانان برصغیر ہندو پاک کے یہاں شرک اکبر کے مظاہراور ان کی بابت اسلام کا موقف	تالیف
۱۲	روزہ کے احکام ومسائل کتاب وسنت کی روشنی میں	تالیف
۱۳	حصن التوحید	ترجمہ

۱۴	سود گناہ اور نقصانات	ترجمہ
۱۵	اسلام میں حرام اشیاء وامور	ترجمہ
۱۶	اسلام میں سنت کا مقام (للالبانی رحمہ اللہ)	ترجمہ
۱۷	اسلام میں سنت کا مقام (للشیخ صالح الفوزان حفظہ اللہ)	ترجمہ
۱۸	غیر مسلموں کی مشابہت اور اسلامی ہدایات	ترجمہ
۱۹	بدعات سے اجتناب	ترجمہ
۲۰	مبادئ الاسلام	ترجمہ
۲۱	جائز وناجائز تبرکات کتاب وسنت کی روشنی میں	ترجمہ

فولڈرس:

۱	فضائل توحید	إعداد
۲	شرک کی تباہ کاریاں	إعداد
۳	وسیلہ کی شرعی حیثیت	إعداد
۴	تعظیم نماز	إعداد
۵	حج وعمرہ سے غفلت کیوں؟	إعداد
۶	اسلام سے خارج کر دینے والے امور	إعداد
۷	مسلمان عورت کا پردہ	إعداد
۸	ہم زکاۃ کیسے نکالیں؟	إعداد
۹	زنا کی سنگینی اور اس کے مہلک نتائج	إعداد
۱۰	نمازی کے لئے ۱۵ سے زائد خوشخبریاں	إعداد
۱۱	جشن میلاد النبی شریعت کے ترازو میں	إعداد

مذکورہ بالا کتب وفولڈرس کے لئے مندرجہ ذیل ایمیل پر رابطہ کریں:

waliazami@gmail.com

انجمن اصلاح معاشرہ کی اہم مطبوعات













انجمن اصلاح معاشرہ

ANJUMAN ISLAH-E-MOASHIRA

Bandi Kalan, Mohammadbad, Distt. Mau, U.P. (INDIA)

E-mail: anjuman15@hotmail.com